سورۃ ھود علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ ہود مکی سورتوں میں سے ہے اور کفر و عناد پر مرتب ہونے والے سخت ترین عذابوں کا تذکرہ نہایت حکیمانہ انداز میں فرمایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے سورۃ ہود نے بوڑھا کر دیا۔ او کما قال علیہ السلام کہ آپ تو ساری مخلوق کا دکھ محسوس فرماتے تھے۔

رکوع نمبر ۱ آیات ۱ تا ۸

یعتذرون ۱۱

۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ
فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ
خَبِيْرٍ ①
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ
نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ②
وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ
يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى
وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ
تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
يَوْمٍ كَبِيْرٍ ③
اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ④
اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا
مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ
يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
الرا۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم ہیں اور خدائے
حکیم و خبیر کی طرف سے بہ تفصیل بیان کر دی
گئی ہے ①
(وہ یہ) کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میں اس کی
طرف سے تم کو ڈر سنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ②
اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توبہ
کرو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک متاع نیک سے بہرہ مند
کرے گا اور ہر صاحب بزرگی کو اس کی بزرگی (کی داد) دے گا۔
اور اگر روگردانی کرو گے تو مجھے تمہارے بارے میں (قیامت کے)
بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ③
تم (سب) کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور وہ ہر چیز
پر قادر ہے ④
دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ خدا سے پردہ کریں۔
سن رکھو جس وقت یہ کپڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں (تب بھی)
وہ ان کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے۔ وہ تو دلوں تک

HUD

Revealed at Mecca

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1. Alif, Lâm. Râ.[1] (This is) a Scripture the revelations whereof are perfected and then expounded. (It cometh) from One Wise, Informed :

2. (Saying): Serve none but Allah. Lo! I am unto you from Him a warner and a bringer of good tidings.

3. And (bidding you): Ask pardon of your Lord and turn to Him repentant. He will cause you to enjoy a fair estate until a time appointed. He giveth His bounty unto every bountiful one. But if ye turn away, lo! (then) I fear for you the retribution of an awful Day.

4. Unto Allah is your return, and He is able to do all things.

5. Lo! now they fold up their breasts that they may hide (their thoughts) from Him. At the very moment when they cover themselves with their clothing. Allah knoweth that which they keep hidden and that which they proclaim. Lo! He is

إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ⑤
وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلْأَرْضِ إِلَّا
عَلَى ٱللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ⑥
وَهُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ
فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُۥ عَلَى ٱلْمَآءِ
لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِن قُلْتَ
إِنَّكُم مَّبْعُوثُونَ مِنۢ بَعْدِ ٱلْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ
ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ⑦
وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ ٱلْعَذَابَ إِلَىٰٓ أُمَّةٍ
مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُۥٓ ۗ أَلَا يَوْمَ
يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم
ع مَّا كَانُوا۟ بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ⑧

کی باتوں سے آگاہ ہے ⑤
اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا
کے ذمے ہے وہ جہاں رہتا ہے اُسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا
جاتا ہے اُسے بھی۔ یہ سب کچھ کتاب روشن میں لکھا ہوا ہے ⑥
اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں
بنایا اور (اُس وقت) اُس کا عرش پانی پر تھا (تمہارے پیدا
کرنے سے) مقصود یہ ہے کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں عمل کے
لحاظ سے کون بہتر ہے۔ اور اگر تم کہو کہ تم لوگ مرنے کے بعد
(زندہ کر کے) اُٹھائے جاؤ گے تو کافر کہہ دیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے ⑦
اور اگر ایک مدت معین تک ہم ان سے عذاب روک دیں تو
کہیں گے کہ کونسی چیز عذاب کو روکے ہوئے ہے؟ دیکھو جس روز وہ
اُن پر واقع ہوگا (پھر) ٹلنے کا نہیں۔ اور جس چیز کے ساتھ
یہ استہزا کیا کرتے ہیں وہ اُن کو گھیر لے گی ⑧

Aware of what is in the breasts (of men).

6. And there is not a beast in the earth but the sustenance thereof dependeth on Allah. He knoweth its habitation and its repository. All is in a clear Record.

7. And He it is Who created the heavens and the earth in six Days[2]—and His Throne was upon the water—that He might try you, which of you is best in conduct. Yet if thou (O Muhammad) sayest: Lo! ye will be raised again after death! those who disbelieve will surely say: This is naught but open magic.

8. And if We delay for them the doom until a reckoned time, they will surely say: What withholdeth it? Verily on the day when it cometh unto them, it cannot be averted from them, and that which they derided will surround them.

اسرار و معارف

الٓرٰ حروفِ مقطعات ہیں جن کا علم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہے یا جیسے رب چاہے سمجھ عطا کر دے مگر تلاوت سب کے لئے ہے اور فائدہ بھی سب کو پہنچتا ہے۔

یہ ایسی بے مثال کتاب ہے کہ اس کی آیات محکم یعنی ناقابلِ تبدیل ہیں اگرچہ پہلے بھی آسمانی کتب نازل ہوتی رہیں مگر ان کی آیات اور احکام خاص قوموں یا ملکوں کے لئے اور خاص زمانوں کے لئے تھے جو بعد میں نزولِ قرآن سے بھی کلی طور پر منسوخ ہو گئے مگر یہ کتاب بیک وقت ساری انسانیت کے لئے، تمام ملکوں کے لئے اور سب زمانوں کے لئے ہے اور اس کے احکام ہر دور اور ہر ملک میں قابلِ عمل بھی ہیں لہٰذا یہ ہمیشہ کے لئے ہے اور کسی بھی امر میں کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں چھوڑتی۔ ایک ایک بات عقائد ہوں یا اعمال، سیاسیات ہوں یا اخلاقیات، معیشت ہو یا معاشرت کھول کھول کر بیان کرتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ اس کے نازل کرنے والی ہستی ہی صاحبِ حکمت بھی ہے اور ہر بات اور ہر حال سے باخبر بھی۔ نیز اس

کے تمام احکام و اخبار کا ماحصل یہ ہے کہ بندے کو خالقِ حقیقی سے آشنا کر دے اور اس کا سر اللہ کے سوا کسی بھی دوسری چوکھٹ پہ نہ جھکے۔ یہی برکات انسانوں تک پہنچانا اللہ کے رسول ﷺ کا فریضۂ رسالت ہے۔ فرمایا انھیں بتا دیجئے کہ بیشک اس کتاب میں یہ تمام کمالات موجود ہیں مگر یہ میرا منصب ہے کہ جن خطرات سے قبل از وقت یہ کتاب آگاہ فرماتی ہے ان سے انسانوں کو آگاہ کروں اور جن امور پر اللہ کی خوشنودی کی خبر دیتی ہے ان کی تفصیل بنی آدم کو سمجھاؤں۔

کتاب بغیر رسُول کے نافع نہیں

لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ کتاب بغیر رسُول کے نافع نہیں ہے اور جو لوگ قرآن کی تعبیر اپنی پسند سے کرتے ہیں اور اہلِ قرآن کہلاتے ہیں وہ حق پر نہیں اور میرا منصب یہ بھی ہے کہ تمھیں اللہ سے معافی طلب کرنے کی دعوت دوں، تمھارے قلوب میں وہ جذبہ پیدا کروں کہ تم اس ذاتِ کریم سے مغفرت طلب کرو اور آئندہ نافرمانی نہ کرنے کا عہد بھی کرو کہ توبہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی طور پر اصلاح پذیر ہونے کا نام ہے اس لئے کہ دو عالم کا آرام اللہ سے بخشش طلب کرنے اور توبہ کرنے پہ ملتا ہے۔ انسان بہرحال انسان ہے خطا کا ہو جانا تو بعید نہیں مگر خطا کی بخشش طلب کرتا رہے اور گناہ کو پیشہ نہ بنائے تو استغفار کرنے والوں اور توبہ کرنے والوں کو اللہ دنیا کی زندگی میں بھی بہترین موقع اور رزقِ حسن عطا فرماتے ہیں یعنی ایسے حالات عطا فرماتے ہیں۔ جن سے انھیں راحت و سکون نصیب ہو رزقِ حسن سے مفسرین کرام کے نزدیک وہ رزق ہے جو سکون و اطمینان بھی عطا کرے اور چونکہ یہ دُنیا کی زندگی کے لئے ہے لہٰذا تاحینِ حیات نصیب ہو گا اور پھر موت اس سے محروم نہ کر دے گی بلکہ ہر نیکی کرنے والا اپنے عمل کا بہترین اجر پائے گا یعنی استغفار اور توبہ، گناہ سے بچنے اور نیکی پر عمل پیرا ہونے سے دُنیا کی بہترین زندگی نصیب ہوتی ہے اور آخرت کے بہترین انعامات۔ ساتھ یہ بھی فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ رُوگردانی کرو گے اور استغفار کی بجائے گناہ کا راستہ پسند کرو گے تو مجھے ڈر ہے کہ تم روزِ قیامت جو بڑا اور اہم دن ہو گا گرفتارِ عذاب ہو جاؤ کہ مسلسل گناہ انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے اور کفر ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا کرنے کا باعث بنتا ہے اس لئے تمھیں اور تو کوئی راستہ نہیں مل سکتا لہٰذا ہر حال میں واپس اللہ کے حضور ہی جانا ہے اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے کوئی شے اس کے احکام کے راستے کو روکنے کی سکت نہیں رکھتی۔

فلسفۂ گناہ

فرمایا، سُن اے حبیبﷺ! یہ بدنصیب تیری اس بہترین خیر خواہی پر بھی تیرے دشمن ہو رہے ہیں اور جو بغض و عناد ان کے سینوں میں بھرا ہے اس پر مختلف پردے ڈال کر چھپانے کی کوشش کرتے ہیں یہ نادان جانتے نہیں کہ اللہ سے کیا چھپ سکتا ہے وہ تو پوشیدہ اور ظاہر سب کو جانتا ہے اور دلوں کے بھید اس کے علم میں موجود ہیں۔ یہاں گناہ کا فلسفہ آپ ﷺ سے محبت میں کمی کو بتایا گیا ہے اور اگر یہی کمی بڑھ کر آپ ﷺ کی عداوت تک چلی جائے تو کفر بن جاتی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۔ رہی امورِ دُنیا کی مصروفیت اور طلبِ دنیا میں اللہ کی اطاعت سے گریز تو فرمایا، یہ محض بدنصیبی ہے ورنہ ہر جاندار کا رزق اللہ کریم نے اپنے ذمّہ لے لیا ہے اور کوئی بھی ایسی مخلوق نہیں، جسے پیدا تو کیا ہو مگر اس کی روزی کا اہتمام نہ فرمایا ہو خواہ وہ زمین کے کسی بھی حصہ میں ہے۔ پرندے ہوں یا حیوانات، درندے ہوں یا آبی جانور، چھوٹے ہوں یا بڑے ہر ایک کی جب تک حیاتِ مستعار مقرّر ہے تب تک کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنا، یہ اللہ کریم نے اپنے ذمّہ لے لیا ہے اور انسان تو ساری مخلوق میں اس کی تخلیق کا بہترین شاہکار ہے بھلا اس کے رزق کا اہتمام کیسے نہ ہوگا؟ ہاں! اپنی نادانی کے باعث یہ اللہ کی اطاعت چھوڑ کر ناجائز ذرائع سے حصولِ زر میں مبتلا ہو کر تباہ ہو جاتا ہے۔ اگر اطاعت سے باہر قدم نہ رکھتا تو بھی اپنا نصیبہ ضرور حاصل کر لیتا اور اللہ کریم نے ہر جاندار کو رزق پہنچانے کا ایسا اہتمام فرما دیا ہے کہ وہ جہاں اور جس حال میں ہو اس کا رزق اُسے پہنچتا ہے اس لِئے کہ اس کے مستقل اور عارضی ہر طرح کے ٹھکانے اللہ کریم کے علم میں ہوتے ہیں وہ اس کی ضرورتوں اور حاجات کو بھی جانتا ہے بلکہ اس کا علم تو وسیع تر ہے اور یہ سب امور تو لوحِ محفوظ میں بھی درج ہیں اور ظاہر ہے کہ لوحِ محفوظ کے علوم کو اپنی تمام تر وسعت کے باوجود علومِ الٰہی سے تو کوئی نسبت نہیں۔ بھلا وہ کیسے نہ جانے گا کہ اُسی ذاتِ قدیر نے تو ارض و سما کو چھ دِنوں میں پیدا فرمایا اس لِئے نہیں کہ وہ ایک آن میں بنا نہیں سکتا تھا، اِس لِئے کہ عالم کے ہر کام میں ایک ترتیب مقرر فرما دی جو انسانی زندگی کے لِئے ضروری تھی۔ زمینوں اور آسمانوں کی تخلیق سے بھی پہلے پانی تھا جس پر اس کا تخت موجود تھا، اس کی سلطنت جاری و ساری تھی اور پھر یہ نظام اس نے اسی لِئے بنایا کہ تمہیں دیکھے کہ تم میں سے کون بہترین عمل کرتا ہے یعنی عمل کا مدار محض کثرتِ تعداد پر نہیں بلکہ امتحان حُسنِ عمل کا ہے کہ کون کس قدر خلوص اور محبت سے

کوئی کام کرتا ہے اور یہ ایک دِلی کیفیت ہے جیسے احسان فرمایا گیا ہے کہ دل کی گہرائی سے اللہ کی اطاعت اور عبادت کی جائے۔

آپ جب یہ خبر دیتے ہیں کہ لوگو! تمھیں موت کے بعد زندہ ہو کر اللہ کے حضور پیش ہونا ہے تو کفّار کی جہالت دیکھیں وہ کہتے ہیں، یہ جادو ہے۔ بھلا جادو تو دنیا کا مفاد حاصل کرنے کے لئے لوگ اپناتے ہیں، اخروی زندگی اور اس کے حالات کا بروقت بیان اور وہاں کی تباہی سے بچنے کا طریقہ بتانا کیسے جادو ہو سکتا ہے۔ اور اگر ایک خاص وقت تک انھیں مہلت دی گئی یا موت تک اگر آخرت کے عذاب سے بچے ہوتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر واقعی عذاب ہونے ہیں تو ہوتے کیوں نہیں؟ انھیں کس نے روک رکھا ہے؟ فرما دیجئے کہ خوب جان لو! جب عذاب کا وقت آجائے گا تو پھر اسے واقع ہونے سے کوئی نہیں روک سکے گا اور وہ یقیناً آئے گا اور یہ جو کفار مذاق اڑاتے ہیں انھیں اس کا مزہ چکھنا پڑے گا اور ان کا مذاق ہی ان کے گلے میں مصیبت بن کر پڑے گا۔

رکوع نمبر ۲ — آیات ۹ تا ۲۴ — ومامن دابۃ ۱۲ ۲

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ
نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ۝٩

اور اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے نعمت بخشیں پھر اس سے اس کو
چھین لیں تو نا اُمید (اور) ناشکرا (ہو جاتا) ہے ۝٩

9. And if We cause man to taste some mercy from Us and afterward withdraw it from him, lo! he is despairing, thankless.

وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ
لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ إِنَّهُ
لَفَرِحٌ فَخُورٌ ۝١٠

اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد آسائش کا مزہ چکھائیں تو (خوش
ہو کر) کہتا ہے کہ (آہا) سب سختیاں مجھ سے دُور ہو گئیں بیشک
وہ خوشیاں منانے والا اور فخر کرنے والا ہے ۝١٠

10. And if We cause him to taste grace after some misfortune that had befallen him, he saith: The ills have gone from me. Lo! he is exultant, boastful;

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝١١

ہاں جنہوں نے صبر کیا اور عمل نیک کئے یہی ہیں جن کے لئے
بخشش اور اجرِ عظیم ہے ۝١١

11. Save those who persevere and do good works. Theirs will be forgiveness and a great reward.

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ
وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا
أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ

شاید تم کچھ چیز وحی میں سے جو تمہارے پاس آتی ہے
چھوڑ دو اور اس (خیال) سے تمہارا دل تنگ ہو کہ (کافر)
یہ کہنے لگیں کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا اس کے

12. A likely thing, that thou wouldst forsake aught of that which hath been revealed unto thee, and that thy breast should be straitened for it, because they say: Why hath not a treasure

إِنَّمَآ أَنتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَىْءٍ وَّكِيلٌ ﴿١٢﴾
أَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰىهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ
سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوا مَنِ
اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللّٰهِ إِن كُنتُمْ صٰدِقِينَ ﴿١٣﴾
فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوٓا أَنَّمَآ
أُنزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَأَن لَّآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ
فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٤﴾
مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ
زِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمٰلَهُمْ فِيهَا
وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾
أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ
إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا
وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾
أَفَمَن كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهٖ وَ
يَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهٖ كِتٰبُ
مُوسٰٓى إِمَامًا وَّرَحْمَةً ۚ أُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ
بِهٖ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ
مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِى مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ
إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
كَذِبًا ۚ أُولٰٓئِكَ يُعْرَضُونَ عَلٰى رَبِّهِمْ
وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِينَ كَذَبُوا
عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِينَ ﴿١٨﴾
الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ وَ
يَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُم بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ ﴿١٩﴾
أُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِى الْأَرْضِ
وَمَا كَانَ لَهُم مِّن دُونِ اللّٰهِ مِنْ

ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔ اے محمدؐ تم تو صرف نصیحت
کرنے والے ہو۔ اور خدا ہر چیز کا نگہبان ہے ﴿۱۲﴾
یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنا لیا ہے کہدو کہ اگر
سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور خدا کے سوا جس
جس کو بلا سکتے ہو بلا بھی لو ﴿۱۳﴾
اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ وہ خدا کے
علم سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو
تمہیں بھی اسلام لے آنا چاہیئے ﴿۱۴﴾
جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے
طالب ہوں ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں
دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی ﴿۱۵﴾
یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا اور کچھ
نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے سب برباد اور
جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع ہوا ﴿۱۶﴾
بھلا جو لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل (روشن)
رکھتے ہوں اور ان کے ساتھ ایک (آسمانی) گواہ بھی اس کی جانب سے
ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہو جو پیشوا اور رحمت ہے
(تو کیا وہ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے) یہی لوگ تو اس پر ایمان لاتے
ہیں اور جو کوئی اور فرقوں میں سے اس سے منکر ہو تو اس کا ٹھکانا آگ
ہے تو تم اس (قرآن) سے شک میں نہ ہونا۔ یہ تمہارے پروردگار
کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ﴿۱۷﴾
اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا
کرے۔ ایسے لوگ خدا کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور
گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ
بولا تھا۔ سن رکھو کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے ﴿۱۸﴾
جو خدا کے رستے سے روکتے اور اس میں کجی چاہتے ہیں۔ اور
وہ آخرت سے بھی انکار کرتے ہیں ﴿۱۹﴾
یہ لوگ زمین میں (کہیں بھاگ کر خدا کو) ہرا نہیں سکتے
اور نہ خدا کے سوا کوئی ان کا حمایتی ہے۔ (اے

been sent down for him, or an angel come with him? Thou art but a warner, and Allah is in charge of all things.

13. Or they say: He hath invented it. Say: Then bring ten sûrahs, the like thereof, invented, and call on everyone ye can beside Allah, if ye are truthful!

14. And if they answer not your prayer, then know that it is revealed only in the knowledge of Allah; and that there is no God save Him. Will ye then be (of) those who surrender?[3]

15. Whoso desireth the life of the world and its pomp, We shall repay them their deeds herein, and therein they will not be wronged.

16. Those are they for whom is naught in the Hereafter save the Fire. (All) that they contrive here is vain and (all) that they are wont to do is fruitless.

17. Is he (to be counted equal with them) who relieth on a clear proof from his Lord, and a witness from Him reciteth it, and before it was the Book of Moses, an example and a mercy? Such believe therein, and whoso disbelieveth therein of the clans, the Fire is his appointed place. So be not thou in doubt concerning it. Lo! it is the Truth from thy Lord; but most of mankind believe not.

18. Who doth greater wrong than he who inventeth a lie concerning Allah? Such will be brought before their Lord, and the witnesses will say: These are they who lied concerning their Lord. Now the curse of Allah is upon wrong-doers:

19. Who debar (men) from the way of Allah and would have it crooked, and who are disbelievers in the Hereafter.

20. Such will not escape in the earth, nor have they any

أَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا
كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا
يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾
أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢١﴾
لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ ﴿٢٢﴾
إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
أَخْبَتُوْٓا إِلٰى رَبِّهِمْ ۙ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٣﴾
مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْأَعْمٰى وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ
ع وَالسَّمِيْعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾

پیغمبر، ان کو دگنا عذاب دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ
(شدتِ کفر سے تمہاری بات) نہیں سن سکتے تھے
اور نہ (تم کو) دیکھ سکتے تھے ﴿٢٠﴾
یہی ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا۔ اور جو
کچھ وہ افترا کیا کرتے تھے ان سے جاتا رہا ﴿٢١﴾
بلاشبہ یہ لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان پانے والے ہیں ﴿٢٢﴾
جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے۔ اور اپنے پروردگار
کے آگے عاجزی کی۔ یہی صاحب جنت ہیں۔ ہمیشہ اس
میں رہیں گے ﴿٢٣﴾
دونوں فرقوں (یعنی کافر و مومن) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا بہرا
ہو اور ایک دیکھتا سنتا۔ بھلا دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟ پھر تم سوچتے کیوں نہیں ﴿٢٤﴾

protecting friends beside Allah. For them the torment will be double. They could not bear to hear, and they used not to see.

21. Such are they who have lost their souls, and that which they used to invent hath failed them.

22. Assuredly in the Hereafter they will be the greatest losers.

23. Lo! those who believe and do good works and humble themselves before their Lord, such are rightful owners of the Garden; they will abide therein.

24. The similitude of the two parties is as the blind and the deaf and the seer and the hearer. Are they equal in similitude? Will ye not then be admonished?

اسرار و معارف

عام انسان کا حال یہ ہے کہ اگر اس کے پاس اللہ کی نعمت ہو اور وہ چھن جائے یعنی مال وغیرہ میں نقصان ہو جائے یا صحت چلی جائے یا اقتدار و وقار جاتا رہے تو وہ بالکل نا اُمید ہو کر ناشکری کرنے لگتا ہے اور کہتا پھرتا ہے کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر اُسی کو پھر سے وہ نعمت لَوٹا دی جائے، بیمار کو شفا ہو جائے یا پھر مالدار ہو جائے یا جلاوطنی کے بعد پھر سے اقتدار نصیب ہو جائے تو اترانے اور اکڑنے لگتا ہے اور کہتا ہے وہ دن اب لد گئے اب میرا کوئی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور وہ طرح طرح کی شیخیاں بگھارتا ہے۔

معرفتِ باری کا اثر

یہ وہ تصویر ہے جو ہر اس انسان کی ہے جسے معرفت باری نصیب نہیں مگر جن کو معرفت کا کوئی ذرّہ بھی نصیب ہوتا ہے وہ ہر حال میں صبر کرتے ہیں نقصان ہو تو اللہ کریم سے اس کی تلافی کے اُمیدوار رہتے ہیں اور نفع ہو تو مالک کا شکر ادا کرتے ہیں اور حدِ اطاعت سے تجاوز نہیں کرتے اور ہر حال میں عملِ صالح یعنی نبی کریم ﷺ کی اطاعت پہ کمربستہ رہتے ہیں۔ انسان کی نگاہ جب تک محض اسباب پر رہتی ہے اسے کوئی لمحہ سکون کا نصیب ہی نہیں ہوتا مگر جب مسبب الاسباب کی

عظمت پہ نگاہ پڑتی ہے تو راحت وکلفت دونوں مزہ دینے لگتی ہیں اور ہر حال میں صبر اس کا وطیرہ بن جاتا ہے صبر سے مراد ہے اپنے آپ کو روک کر رکھنا اسی لئے صبر کے ساتھ عمل صالح ارشاد ہوا کہ پوری ہمت سے اپنے آپ کو نیکی پہ کاربند رکھتے ہیں اب اگر اس مجاہدے اور محنت میں بحیثیت انسان کوئی کمی رہ جائے تو اللہ کی بخشش اسے پورا کردے گی جو ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے اور ایسے لوگوں کے لئے بہت بڑا اجر ہے اور بہترین بدلہ ہے۔

احقاقِ حق ہی تردیدِ باطل ہے

مشرکین کے یہ اعتراضات کہ آپؐ بعض باتیں بڑی سخت کہتے ہیں جس میں ہمارے بتوں اور باپ دادا کی رسومات کی برائی بیان ہوتی ہے آپ اپنے مذہب کا پرچار تو کریں ہمارے مذہب کی تردید کیوں کرتے ہیں، بالکل ناروا ہیں۔ اس لئے کہ حق کو ثابت کرنے سے باطل کی تردید تو ضرور ہوگی۔ بیک وقت دو مخالف نظریات کو تو ٹھیک نہیں کہا جا سکتا اور اصل بات یہ ہے کہ آپ ﷺ تو ایسا نہیں کرتے یہ تو اللہ جل شانہ کی ذات ہے جو کفر، کافرانہ رسومات اور معبودانِ باطل کی تردید فرماتی ہے۔ آپؐ پر تو اس کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے جس کے بیان کو تو آپؐ ہرگز ترک نہیں کر سکتے۔ تو ثابت ہوا کہ کسی کی ناراضگی کے ڈر سے حق کو حق کہنا ترک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی بیک وقت کفر اور اسلام دونوں خوش رہ سکتے ہیں۔ یا آپؐ اس بات سے دل گرفتہ ہوں کہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان پر کوئی بہت بڑا خزانہ کیوں نہیں اترا کہ بادشاہوں کی طرح داد و دہش سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتے اور اپنی بات منوا لیتے، یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نازل نہ ہوا کہ لوگوں کو پکار پکار کر بتاتا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں انھیں مانو۔ تو یہ دونوں امر شانِ نبوت کے لئے ضروری نہ تھے کہ ایمان تو دلی خلوص کے ساتھ اللہ کی عظمت اور رسول ﷺ کی صداقت کو قبول کرنے کا نام ہے کسی انسان کے ضمیر کو دولت سے خرید ا جائے تو وہ مسلمان تھوڑی ہوگا۔

مکی زندگی میں دولتِ دنیا نہ تھی

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی مکی حیاتِ مبارکہ میں دولتِ دنیا نہ تھی ورنہ مشرک ایسا اعتراض نہ کرتے لہٰذا شیعہ کا یہ بہتان کہ مکہ مکرمہ میں بعض لوگ دنیا کا فائدہ پانے کے لئے مسلمان ہوئے۔ محض باطل ہے اور اگر فرشتہ بھی نازل ہوتا تو یہ نہ اسے دیکھ سکتے نہ اس کی بات سن سکتے تو کیا فائدہ یا پھر اگر وہ انسانی شکل میں آتا تو اس پر

بھی یہی اعتراض ہوتا کہ تم انسان ہو تمھاری بات نہیں سُنیں گے اور اگر فرشتے نظر آنے لگتے اور یہ اُن کی بات سُن لینے کے قابل ہوتے تو ایمان بالغیب کہاں رہا۔ پھر جب آپؐ کی ذات اور حیاتِ مبارکہ، اوصافِ حمیدہ اور معجزاتِ باہرہ پر یہ مان کر نہیں دے رہے تو ان سب باتوں کا کچھ بھی حاصل نہیں۔ نیز یہ باتیں اس لحاظ سے بھی درست نہیں کہ آپؐ تو اللہ کے رسُول ہیں اور آپؐ کا منصبِ عالی یہ ہے کہ وقت سے پیشتر برائی اور کُفر پر مرتب ہونے والے نقصان سے آگاہ فرمائیں تاکہ لوگ اپنے بچاؤ کا راستہ اختیار کر سکیں۔ یہ دلائل اور معجزات عطا فرمانا تو اللہ جلّ کا کام ہے جو ہر بات کا ذمّہ دار ہے۔ تو انھیں چاہیئے اس ذات سے مطالبہ کر کے دیکھیں چنانچہ ابوجہل نے یہ مطالبہ کیا بھی تھا کہ اگر یہ حق ہے تو ہمیں تباہ کر دے اللہ نے بدر میں اس کا مطالبہ پُورا فرما دیا۔

یا پھر ان کا یہ اعتراض کہ آپ ﷺ نے خود یہ کلام گھڑ لیا ہے حالانکہ یہ جانتے ہیں آپ ﷺ اُمّی ہیں کسی مدرسے میں تشریف نہیں لے گئے، چالیس برس تک کوئی ایسی بات نہیں کی پھر یکایک ایسا بے نظیر کلام جو روئے زمین کے تمام مسائل کا حل بیان فرماتا ہے، مالک اور بندے کو ملاتا ہے اور علمی اور ادبی لحاظ سے بھی بے مثال ہے آپ ﷺ کیسے بیان کرنے لگ گئے۔

فرمائیے! اگر یہ ممکن ہے تو تم میں پڑھے لکھے بھی ہیں، شاعر اور ادیب بھی ہیں، سب جمع ہو جاؤ بلکہ اپنے باطل معبودوں کو بھی ساتھ ملا لو اور ایسی دس آیات تو لکھ کر لاؤ جو ظاہری و باطنی خوبی میں اس کے ہم پلّہ ہوں اور ان میں اسی کی طرح سے دو عالم کی برکات کے خزانے سمو دیئے گئے ہوں۔ اگر تمھاری بات سچّی ہے تو پھر تو تمھیں بھی یہ کام کر لینا چاہیئے۔ اور اگر تم سب اور تمھارے معبود بھی مل کر یہ کام نہیں کر سکتے ہو تو یہی اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ یہ اللہ جلّ کے علوم کے خزانے ہیں جو اس نے اپنے حبیب ﷺ پر نازل فرمائے۔ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ واحد و لاشریک ہی عبادت کا مستحق ہے۔ جس طرح کسی بھی دوسرے وصف میں اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا ویسے ہی وہ معبود بھی اکیلا ہی ہے لہٰذا تمھیں چاہیئے کہ سرِ تسلیم خم کر دو، اور اسلام کو قبول کر لو۔

اگر ایمان قبول نہ کرو گے اور محض دنیا کی نعمتوں کے حصول میں لگے رہو گے تو سُن رکھو جو اللہ جلّ کی بارگاہ چھوڑ کر محض حصولِ دُنیا میں لگ جاتا ہے اس کے سارے کام صرف دُنیا ہی کے لئے مخصوص کر دیئے جاتے ہیں

اور اگر وہ کوئی نیکی بھی کرے جیسے صدقہ وخیرات یا اور کوئی نیک کام۔ تو اللہ کریم اس کا بدلہ بھی دنیا ہی کی صورت دے دیتے ہیں اور انھیں دنیا میں اس میں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ مفسرین نے یہاں بہت بحث فرمائی ہے کہ یہ کافر کے حق میں ہے یا مسلمان بھی اس کی لپیٹ میں آتا ہے تو دراصل یہ کافر ہی کے لئے ہے کہ دُنیا کا ارادہ کرنے سے مراد دین کو ترک کر کے دنیا کو پسند کرنا ہے لیکن اگر کوئی زبان سے اسلام کا اقرار بھی کرتا ہو مگر نیکی صرف دنیا کمانے کے لئے کرے تو وہ بھی مسلمان نہیں صرف لوگوں کی نظروں میں مسلمان ہے۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ اعمال کا مدار نیات پر ہے لہٰذا کوئی دین کو چھوڑ کر صرف دنیا میں لگ جاتا ہے کہ ادیانِ باطلہ میں بھی ایک قدرِ مشترک یہ ہے کہ سب میں عبادت کا بدلہ دُنیا کی نعمتوں کو مقرر کیا گیا ہے یا پھر زبانی تو اسلام کا اقرار کرتا ہے مگر دل دنیا میں اس قدر اٹکا ہوا ہے کہ سجدہ بھی شہرت پانے یا مال کمانے ہی کو کرتا ہے تو وہ بھی انہی لوگوں میں شمار ہو گا۔ ہاں! اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے دُنیا کمانا عیب نہیں۔ ہاں ایسے لوگوں سے اگر کوئی بھلائی کا کام بھی ہو جائے تو اس کے بدلے انھیں دنیا میں دولت یا شہرت یا اقتدار یا صحت وغیرہ جس کے وہ طالب ہوں، دے دی جاتی ہے لیکن ایسے لوگوں کے پاس آخرت میں اور ابدی زندگی کے لئے کچھ نہیں بچتا اور سوائے دوزخ کی آگ کے انھیں کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ دنیا تو خود تباہ ہونے والی ہے لہٰذا ان کا سب کیا دھرا بھی تباہ ہو گیا اور جس قدر منصوبے انھوں نے باندھے تھے اور جتنی محنت کی تھی سب برباد ہو گئی۔

دنیا میں دو ہی تو طبقے، فریق اور جماعتیں ہیں یعنی کفار و منکرین کے مقابل مومنین۔ تو بھلا کافر و مومن کبھی ایک سے ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں! اس لئے کہ مومنین کے نظریات وعقائد جن کے تابع ان کا سارا کردار ہے کی بنیاد دلائل حقہ پر ہے جو انھیں ربِّ جلیل کی طرف سے میسّر ہیں اور کفار جن کا انکار کئے بیٹھے ہیں۔ جن میں سب سے بڑی دلیل تو خود قرآنِ حکیم ہے جس کی وہ تلاوت کرتے ہیں اور جو ہر اعتبار سے لاثانی ہے، اور حق ہے اِس میں اللہ کی ذات اور صفات کا بیان ہے، عالمِ آخرت، عالمِ بالا، فرشتے اور جنّت و دوزخ یا حساب کتاب کی بات ہے اگر یہ باتیں ایسی ہیں کہ کفار انھیں پرکھ نہیں سکتے تو اس میں گزشتہ اقوام کے حالات ہیں اور انسانی زندگی کا لائحہ عمل ہے۔ سیاسیات ہیں، سائنس ہے اور طب ہے، آئندہ دنیا میں ہونے والی باتوں کے بارے پیشگوئیاں ہیں۔ یہ سب کچھ تو دیکھا جا سکتا ہے نہ کوئی اس سب کی تردید کر سکا اور نہ اس کی

مثل پیش کر سکا۔ تو اپنے بے شمار اعجازات کے ساتھ قرآن خود اپنی حقانیت کا بہت بڑا گواہ ہے پھر اس سے قبل نازل ہونے والی آسمانی کتابیں، جن میں موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی تورات بھی شامل ہے جو اپنے وقت میں بہترین راہنمائی بھی فرماتی تھی اور اوّل و آخر اللہ کی رحمت تھی یعنی اُسے ماننا، اسے پڑھنا اور اس پر عمل عین رحمت کا حصول تھا۔ مومن تو ان سب باتوں پہ ایمان رکھتا ہے اور کفار کی وہ بڑی بڑی جماعتیں جنہوں نے قرآن کا آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کیا وہ اپنے ظاہری رُعب داب پر نہ رہیں بلکہ یہ یاد رکھیں کہ ان سب سے دوزخ کا وعدہ ہے اور دوزخ کی آگ ہی ان کا ٹھکانہ ہے اور اے مخاطب! تو بھی اس میں رائی برابر شبہ نہ کر! کہ یہ تیرے پروردگار کی طرف سے ہے اور عین حق ہے۔ اس کی ربوبیت کا تقاضا کہ جیسے کسی کے عقائد و اعمال ہوں ویسا ان پر نتیجہ مرتب فرمائے اس لئے کفر اور کافرانہ اعمال کا یہی انجام ہے مگر اکثر لوگ اس بات پر یقین کرنے سے محروم ہیں۔

مذاہبِ باطلہ ظلمِ عظیم ہیں

اس سے بڑے ظلم کا تو کوئی تصوّر ہی نہیں کہ کوئی اللہ پر جھوٹ باندھے یا ایسی بات اللہ کی طرف سے بتاتے جو اللہ کا حکم نہ ہو چونکہ تمام مذاہبِ باطلہ کی بنیاد اسی بات پر ہے کہ کسی نہ کسی نام سے ایک آخری اور سب سے بڑی طاقت کو مان کر اس کی طرف سے رسُومات کا اس کی پسند ہونا بیان کرتے ہیں تو ایسے لوگ ہی بہت بڑے ظالم ہیں۔ اس وعید میں ایسے لوگ بھی آجاتے ہیں جو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے غلط فتوے دیتے ہیں۔ ایک روز یہ سب لوگ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونگے اور ان کے اس کردار کے گواہ پکار پکار کر کہہ رہے ہوں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ جل پر جھوٹ باندھا ان گواہوں میں فرشتے زمین اور اشیا، اعضائے بدن اور خود وہ اعمال بھی مجسّم ہو کر شامل ہوں گے۔ تو اے مخاطب! خوب اچھی طرح جان لو کہ ظالموں پر تو اللہ کی لعنت ہو گی یعنی ہر طرح کی رحمت سے محرُوم ہوں گے کہ انھوں نے اللہ کی مخلوق کو اللہ کی راہ سے روکا اور غلط راستے پر ڈال دیا۔ انھیں آخرت کا یقین ہی نہ تھا۔ یہ آخرت کا انکار ہی کفر کا باعث بھی ہے اور غلط فتوے دینے والے اور دین میں رسومات ایجاد کرنے والے بھی اگرچہ زبان سے نہ کہیں ان کے دل میں بھی یہی انکار موجود ہوتا ہے۔

لہٰذا یہ لوگ اپنے وقت پر پکڑے جائیں گے کہ نہ زمین پر ہی بھاگ کر چھپ سکتے ہیں کہ جان بچالیں اور نہ

اللہ جل جلالہ کے مقابل کوئی ہستی ایسی ہے جو ان کی مدد کر سکے بلکہ انھیں تو کئی گنا زیادہ عذاب ہوگا، اپنا اور اپنے اعمال کا بھی اور جس قدر لوگوں کو انھوں نے گمراہ کیا۔ ان سب کے ساتھ ان کا عذاب بھی ان پر پڑے گا۔ اللہ نے سماعت بخشی مگر انھوں نے حق کو نہ سُنا۔ اللہ جل جلالہ نے بصارت عطا کی مگر یہ حق کو نہ دیکھ سکے۔ انھوں نے تو اپنے آپ کو تباہ کرلیا اور جو مفروضے گھڑے تھے سب غلط ثابت ہوئے۔

ان کے مقابل ان لوگوں کو دیکھو جو ایمان لائے انھوں نے ان حقائق کو تسلیم کیا جو اللہ نے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے تھے اور پوری محنت و دیانت کے ساتھ ان احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے جو اللہ کے فرمائے ہوئے تھے اور اپنی عاجزی کا اقرار کیا یعنی اپنی رائے منوانے کی بجائے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو قبول کیا اور خود کو بندہ اور عاجز ثابت کیا یہ لوگ جنّت کے باسی ہیں، جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان دونوں قوموں کی مثال ایسے ہے جیسے ایک تو اندھی اور بہری ہو اور دوسری کی آنکھ بھی روشن اور کان بھی سننے والے ہوں، یاد رہے یہ اندھا اور بہرا پن ظاہر نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دل بجھ جائے اس میں نورِ ایمان نہ ہو تو انسان حق کے لیے اندھا بہرا ہو جاتا ہے اور اگر نورِ ایمان نصیب ہو تو حق نظر بھی آتا ہے اور حق بات سُنائی بھی دیتی ہے پھر اس کے ساتھ برکاتِ نبوت جو صحبتِ صالحین میں بٹتی ہیں نصیب ہوں تو ان قوتوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور یہ دونوں فریق کبھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ اگر انسان غور کرے تو یہ بات سمجھنا مشکل نہیں۔

رکوع نمبر ۳ آیات ۲۵ تا ۳۵

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٥﴾

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (تو انہوں نے ان سے کہا) کہ میں تم کو کھول کھول کر ڈر سنانے (اور یہ پیغام پہنچانے) آیا ہوں ﴿۲۵﴾

25. And We sent Noah unto his folk (and he said): Lo! I am a plain warner unto you:

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٦﴾

کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہاری نسبت عذاب الیم کا خوف ہے ﴿۲۶﴾

26. That ye serve none save Allah. Lo! I fear for you the retribution of a painful Day.

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِىَ الرَّاْىِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾

تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہارے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم میں ادنیٰ درجے کے ہیں۔ اور وہ بھی رائے ظاہر (سے نہ غور و تعمق سے) اور ہم تم میں اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں ﴿۲۷﴾

27. The chieftains of his folk, who disbelieved, said: We see thee but a mortal like us, and we see not that any follow thee save the most abject among us, without reflection. We behold in you no merit above us—nay, we deem you liars.

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ
مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ
عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾
وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ
اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ
لٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾
وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ
طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾
وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ
وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ
مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ
اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ
اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْۤ اِذًا
لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾
قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ
جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾
قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ
وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾
وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ
اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ
يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ
ع فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾

انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل (روشن)
رکھتا ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے رحمت بخشی ہو جس کی حقیقت تم سے
پوشیدہ رکھی گئی ہے تو کیا ہم اس کے لئے تمہیں مجبور کر سکتے ہیں اور تم ہو کہ اس سے ناخوش ہو رہے ہو ﴿۲۸﴾
اور اے قوم! میں اس (نصیحت) کے بدلے تم سے مال و زر کا
خواہاں نہیں ہوں میرا صلہ تو خدا کے ذمے ہے اور جو لوگ ایمان
لائے ہیں میں ان کو نکالنے والا بھی نہیں ہوں۔ وہ تو اپنے پروردگار
سے ملنے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کر رہے ہو ﴿۲۹﴾
اور برادران ملت! اگر میں ان کو نکال دوں تو (عذاب) خدا سے
(بچانے کے لئے) کون میری مدد کر سکتا ہے؟ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے؟ ﴿۳۰﴾
میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ
یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں
اور نہ ان لوگوں کی نسبت جن کو تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو
یہ کہتا ہوں کہ خدا ان کو بھلائی (یعنی اعمال کی جزائے نیک)
نہیں دے گا۔ جو ان کے دلوں میں ہے اسے خدا خوب جانتا ہے۔
اگر میں ایسا کہوں تو بےانصافوں میں ہوں ﴿۳۱﴾
انہوں نے کہا کہ نوح تم نے ہم سے جھگڑا تو کیا اور جھگڑا
بھی بہت کیا لیکن اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو
وہ ہم پر لا نازل کرو ﴿۳۲﴾
نوح نے کہا کہ اس کو خدا ہی چاہے گا تو نازل کرے گا۔
اور تم (اس کو کسی طرح) ہرا نہیں سکتے ﴿۳۳﴾
اور اگر میں یہ چاہوں کہ تمہاری خیرخواہی کروں اور خدا یہ
چاہے کہ تمہیں گمراہ کرے تو میری خیرخواہی تم کو کچھ فائدہ نہیں
دے سکتی۔ وہی تمہارا پروردگار ہے اور تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۳۴﴾
کیا یہ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے قرآن اپنے دل سے بنا لیا ہے کہہ دو کہ اگر میں نے دل سے
بنا لیا ہو تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر اور جو گناہ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں ﴿۳۵﴾

28. He said: O my people! Bethink you, if I rely on a clear proof from my Lord and there hath come unto me a mercy from His presence, and it hath been made obscure to you, can we compel you to accept it when ye are averse thereto?

29. And, O my people! I ask of you no wealth therefor. My reward is the concern only of Allah, and I am not going to thrust away those who believe—Lo! they have to meet their Lord—but I see you a folk that are ignorant.

30. And, O my people! who would deliver me from Allah if I thrust them away? Will ye not then reflect?

31. I say not unto you: "I have the treasures of Allah" nor "I have knowledge of the Unseen," nor say I: "Lo! I am an angel!" Nor say I unto those whom your eyes scorn that Allah will not give them good—Allah knoweth best what is in their hearts—Lo! then indeed I should be of the wrongdoers.

32. They said: O Noah! Thou hast disputed with us and multiplied disputation with us; now bring upon us that wherewith thou threatenest us, if thou art of the truthful.

33. He said: Only Allah will bring it upon you if He will and ye can by no means escape.

34. My counsel will not profit you if I were minded to advise you, if Allah's will is to keep you astray. He is your Lord and unto Him ye will be brought back.

35. Or say they (again): He hath invented it? Say: If I have invented it, upon me be my crimes, but I am innocent of (all) that ye commit.

اسرار و معارف

بلکہ ان امور کے نتائج کا فرق دنیا میں بھی سامنے ہے اور تاریخ اس پر گواہ ہے جیسے نوح علیہ السلام
کو ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا گیا اور انھوں نے اعلان فرمایا کہ لوگو! کافرانہ عقائد اور برے اعمال کے

نتائج کس قدر ہولناک ہوں گے یہ مجھ سے سُنو کہ یہی میرا فریضۂ نبوّت ہے اور تمھارے کردار کا انجام دیکھ کر تو بدن کانپ اٹھتا ہے کہ روزِ حشر کا عذاب بہت دردناک ہوگا اور تمھارے غلط نظریات تمھیں اس سے دوچار کردیں گے۔

بشریت و نبوّت

مگر قوم میں صاحبِ اقتدار لوگ بھڑک اُٹھے جو کفر کی وجہ سے ہی برسرِ اقتدار تھے یا کفّار کی رسومات میں ان کو مرکزی مقام حاصل تھا۔ انھوں نے جب اس پر زد پڑتے دیکھی تو فوراً اعتراض کرنے لگے کہ بھلا آپ نبی کیونکر ہو سکتے ہیں؟ آپ تو ہماری طرح بشر ہیں، ہماری طرح کھانا پینا، سونا جاگنا سب تو آپ میں ہے پھر آپ کو یہ امتیازی شان کیسے نصیب ہوگئی۔ اُن کا خیال تھا کہ نبی بشر نہیں ہونا چاہیئے حالانکہ ساری مخلوق میں سے نبوّت کا تاج بشریت کو نصیب ہوا۔ ہاں! نبی مثالی بشر اور انسان ہوتا ہے اور لوگ اپنے اوپر قیاس کریں تو بات نہیں بنتی، نیز نبی کی بشریت کا انکار در اصل نبوت کا انکار ہے کہ انسانوں ہی کو برکات پہنچانے، انہی کی جنس میں سے سب انبیاء چُنے گئے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو ماننے والے تو غریب اور نادار لوگ ہیں جن کی رائے بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ارذل، کمینے آدمی کو کہا جاتا ہے۔ تو گویا کفار کے نزدیک معیارِ شرافت و دانائی دولتِ دنیا تھی حالانکہ شرافت کا معیار ان کا کردار ہوتا ہے جس کی بنیاد اس کے عقائد بنتے ہیں تو اس اعتبار سے رذیل یا کمینہ وہ ہوگا جس کے عقائد خراب ہوں جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے کمینہ کون ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بُرا کہے کہ وہ پوری انسانیت کے محسن ہیں جن کے ذریعے سے دین حق پہنچا۔ دُنیا کی دولت تو کبھی معیار نہیں بن سکتی کہ اکثر کافر یا عملاً رذیل انسان بھی حاصل کر سکتے ہیں مگر نورِ ایمان کسی میں رذالت یا کمینہ پن نہیں رہنے دیتا۔ اگرچہ آج کے بگڑے ہوئے معاشرے میں پھر یہی رواج ہے کہ دولتمند ہی درُست آدمی ہے اور اُسی کی رائے صائب ہے مگر یہ معیار کفار کا ہے۔ اسلامی معیار دین ہے خواہ امیر کے پاس ہو یا غریب کے سینے میں، جو جس قدر دیندار ہے اسی قدر عزّت و احترام کا مستحق ہے۔ مگر کفار کو یہ بات بھی ایمان سے مانع تھی کہ وہ غریب آدمیوں کے ساتھ مل کر بیٹھیں یا ان جیسے عقائد اختیار کرکے ان کے ساتھ مل کر عبادت کریں۔ مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ دولت کا نشہ عموماً انسانی رائے میں بگاڑ پیدا کرتا ہے اور غریب اکثر درست فیصلے کر پاتا

ہے اِسی لئے انبیاء کے پیروکار ابتدائی ایّام میں عموماً غریب ہی ہوتے تھے کہ امراء اکثر دنیا کے منافع پر جمع ہوتے ہیں۔ ہرقل رُوم کو جب آپ ﷺ کا نامہ مبارک پہنچا اور اس نے تحقیق کرنا چاہی تو ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ کے ماننے والے امیر لوگ ہیں یا غرباء ؟ جب پتہ چلا کہ غرباء ہیں تو کہنے لگا، یہ تاریخی حقیقت ہے کہ انبیاءؑ کو اوّل اوّل غریبوں نے ہی مانا ہے۔

تیسرے اعتراض انھیں یہ تھا کہ ایمان لانے کے باعث بظاہر تو تم لوگوں کو ہمارے مقابلے میں کوئی کامیابی نصیب ہوتی نظر نہیں آتی کہ تمھیں دولت یا اقتدار یا اور کوئی دنیا کی بڑی نعمت مِل گئی ہو تو پھر ہم آخر کیوں ایمان لائیں ؟ بلکہ ہماری رائے تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ جو آپ کہتے ہیں جھوٹ ہے۔ جیسے آج بھی بہت سے لوگوں کی سوچ یہی ہے کہ نماز، روزہ اور عبادت کرنے سے آدمی شاید روزمرہ کی ضروریات سے بالاتر ہو جاتا ہے اور اسے کوئی تکلیف نہ ہونی چاہیئے۔ حالانکہ یہ ایک الگ نظام ہے اور ایمان و عمل ایک الگ کیفیت، دیکھنا یہ ہے کہ اِس نظامِ کائنات میں رہتے ہوئے کوئی ایمان لاتا ہے یا کفر کرتا ہے اگر ایمان لانے سے ایسا ہونے لگے جیسے عام لوگ توقع کرتے ہیں تو بھلا کافر کون رہے گا مگر پھر اس ایمان کی کیا قیمت، جو اللہ کے لئے نہ تھا صرف دُنیا کی غرض سے تھا۔

لہٰذا انھوں نے فرمایا، مَیں جو کہتا ہوں وہ دلیل سے کہتا ہوں اور اس کی حقانیت میرے معجزات سے بھی ظاہر ہے اِس پر نقلی دلائل بھی موجود اور عقلی دلائل بھی بے شمار ہیں اور اللہ نے مجھے اپنی رحمت سے نوازا ہے نورِ نبوّت رحمتِ الٰہی کا خزانہ ہے، جسے ایمان نصیب ہوتا ہے، اس کے دِل پر رحمت کی گھٹا چھا جاتی ہے اور جو لطف، جو مزے اسے نصیب ہیں بھلا تم کو ان کی خبر کہاں ؟ اگر تم نے خود ہی آنکھ بند کر لی یا تمھارے کرتُوتوں کے باعث اللہ نے تمھیں یہ سب دیکھنے کی توفیق نہ دی تو کوئی زبردستی نہیں ہو سکتی کہ جن نظریات کو تم ناپسند کرتے ہو وہ تم پر مسلّط کِئے جائیں۔

اگر خدانخواستہ مَیں یہ سب ڈھونگ رچاتا تو اس کا بھی کوئی تو مقصد ہوتا اور ظاہر ہے جب اللہ کے لئے نہ ہوتا تو اس کا مقصد دولتِ دُنیا تو ہونا قدرتی بات تھی۔ تو کیا مَیں نے تم سے دولت کا سوال کیا ہے ؟ یا چندے مانگنے شروع کر دیئے ہیں ؟ ہرگز نہیں ! بلکہ میرا اجر تو اُس ذاتِ کریم کے پاس ہے جس کا میں کام کر رہا

ہوں اور وہی سب کو دینے والا بھی ہے اگر اس نے تمھیں زیادہ مال دیا ہے مگر تم کفر کرتے ہو اور جنہیں مال کم دیا ہے وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے تو اب کیا انھیں بھگا دوں ؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ معیار دولتِ دنیا نہیں بلکہ معیار انسانیت و آدمیت کو اللہ کے ہاں قبولیت ہے اور یہ خوش نصیب نورِ ایمان کی بدولت فردائے قیامت شاداں و فرحاں اس کی بارگاہ میں پہنچیں گے جب کہ تم اپنی جہالت کے باعث یہ سعادت ضائع کر رہے ہو۔

اللہ کے خزانے

میں نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے جس پر میں دلائل دے رہا ہوں۔ کوئی اللہ کا شریک اس کی ذات یا صفات میں نہیں بن رہا کہ میں کہدوں اللہ کے خزانے میرے ہاتھ میں ہیں اب میں جو چاہوں کروں۔ ہرگز نہیں! میں تو اس کا بندہ اور نبی ہوں، وہ اپنے نظام کا خود مالک ہے۔ یہاں ان لوگوں کے وہم کی تردید بھی ہو گئی جو اولیاء اللہ کو سب خزانوں کا مالک سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اہل اللہ جو چاہیں کریں بلکہ معاملہ اُلٹ ہے۔ اولیاء اللہ وہ کرتے ہیں اور اس پر راضی رہتے ہیں جو اللہ کو منظور ہو۔ ہاں! اُس سے دعا کرنا یا دُعا کا قبول فرمانا الگ بات ہے

علمِ غیب

اور نہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔ علمِ غیب سے مراد یہ ہے وہ سب ذرائع سے غائب ہو یعنی کسی بھی ذریعے سے حاصل نہ کیا جائے اور یہ صرف اللہ کا خاصہ ہے انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے اطلاع دی جاتی ہے۔ وحی، الہام یا القا ان کے جاننے کا سبب بنتا ہے لہٰذا اسے علمِ غیب کہنا ہی دُرست نہیں، یہ اطلاع من الغیب کہلاتا ہے اور ولی تو نبی کی اطاعت سے پاتا ہے اور نبی و رسُول کو عالم الغیب ہونا ضروری بھی نہیں کہ اس نے تو مالک کا حکم پہنچانا ہے اور مالک خود غیب دان کافی ہے۔

اولیاء بھی انسان ہوتے ہیں

نہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ ہوں کہ نہ کھاؤں نہ پیوں، نہ رنج ہو اور نہ راحت کا سوال۔ بھئی! میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسُول ہوں۔ یہاں ان توہمات کی بھی تردید ہو گئی جو اولیاء اللہ کے بارے جہلا میں مشہور ہیں کہ وہ کوئی اور طرح کی مخلوق ہوتے ہیں نہ گھر گھاٹ ہوتا ہے نہ کھاتے پیتے ہیں بلکہ جنگلوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ سب خرافات ہیں

بلکہ اولیاء اللہ سب سے زیادہ مناسب و موزوں زندگی بسر کرنے والے ہوتے ہیں کبھی مافوق الفطرت نہیں ہوتے۔
اور نہ مَیں اس بات پہ متفق ہو سکتا ہوں کہ جن لوگوں کو تم کوئی اہمیت دینے کو تیار نہیں' انھیں اللہ بھی کچھ نہیں دے گا وہ تو دلوں کے بھید جانتا ہے اور اجر کا معیار تو دِلی کیفیات ہیں کہ کون اپنے دل کے حال سے اس کے کس قدر قریب ہے جب انھیں نورِ ایمان نصیب ہے تو دل کا تعلق تو ثابت ہے اب کس کا کتنا ہے یہ اللہ خود جانتا ہے اگر میں بھی تمھاری ہاں میں ہاں ملانے کو کہہ دوں کہ انھیں کچھ نہیں ملے گا تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی جس کی توقع تمھیں میری ذات سے نہ رکھنا چاہیئے۔
تو ہر طرح سے لاجواب ہو کر کہنے لگے کہ بہت بحث ہو چکی اور صدیاں بیت گئیں آپ کہنے سے باز نہیں آئے اور ہم نے مان کر نہیں دیا۔ اب فیصلہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ جس عذاب سے ڈراتے ہیں اگر یہ سچ ہے تو وہ عذاب لے آئیے۔ انھوں نے فرمایا، میرا کام عذاب لانا نہیں بلکہ اعمال کے کھرے کھوٹے ہونے اور اس پر مرتب ہونے والے نتائج سے آگاہ کرنا ہے لیکن اگر تمھارا خیال ایسا ہی ہے اور تم نے یہی فیصلہ کر لیا تو پھر اللہ نے چاہا تو ایسا بھی ہو کر رہے گا اور تم اسے روک نہیں سکو گے۔ چنانچہ انھوں نے بددعا فرمائی اور قوم پر غرق کا عذاب نازل ہوا۔
فرمایا، اگر مَیں کوشش بھی کرتا رہوں تو میری نصیحت تمھیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی جبکہ اللہ کی نافرمانی تم اس حد تک کر چکے ہو کہ اب اس نے تمھیں اپنے در پر آنے سے روک دیا ہے اور وہی تمھارا ربّ ہے ، تقاضائے رُبوبیت ہے کہ ہر درخت پر اس کا مخصوص پھل لگے پھر تمھیں اسی کی بارگاہ میں جوابدہ بھی ہونا ہے تو گویا ہر فرد کا ایک ذاتی رابطہ بھی اپنے ربّ سے ہے اگر وہی ٹوٹ گیا تو پھر اصلاح کیسی۔ رہی یہ بات کہ تمھارا خیال ہے یہ سب مَیں نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے جبکہ یہی بات مشرکینِ مکہ بھی دُہراتے تھے اور اکثر کفار کے منہ سے وہی کافرانہ جُملے ادا ہوتے ہیں جو ان سے پہلے کافروں کے منہ سے نکلے ہوں۔ شاید یہ دلوں کی مشابہت کا اثر ہو۔ تو فرمایا، آپ بھی اُنھیں وہی جواب ارشاد فرمایئے کہ اگر میں نے یہ سب اپنی طرف سے گھڑا ہے تو اس میں تمھارا تو کچھ نہیں بگڑے گا کہ تم تو قبول ہی نہیں کر رہے لہٰذا اپنی بات کا ذمہ تو میں خود لیتا ہوں مگر یاد رکھو! جو کرتوت تمھارے ہیں وہ بھی تمھی کو بھگتنا ہوں گے۔ میرا تم سے یا تمھارے اعمال سے

کوئی سروکار نہ ہوگا ۔

بدعات و رواجات

تو یہ بھی ثابت ہوا کہ جو رسومات و بدعات جہلا میں پھیلی ہوئی ہیں اور جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ۔ نبیٔ رحمت ﷺ کا ان سے کوئی تعلق نہیں نہ آپ ﷺ ان کے بارے سفارش فرمائیں گے بلکہ بنانے اور عمل کرنے والے بھگتیں گے ۔

رکوع نمبر ۴ — آیات ۳۶ تا ۴۹ — وما من دآبۃ ۱۲ / ۴

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ
قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ
بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۳۶
وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا
تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۳۷
وَیَصْنَعُ الْفُلْكَ ۟ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ
مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا
مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۳۸
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ
یُّخْزِیْهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۳۹
حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا
احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ
وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ
وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا
قَلِیْلٌ ۴۰
وَقَالَ ارْكَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا
وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۴۱
وَهِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫
وَنَادٰی نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ
یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ۴۲
قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں جو لوگ ایمان لاچکے ان کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لائیگا تو جو کام یہ کر رہے ہیں اُن کی وجہ سے غم نہ کھاؤ (۳۶)
اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہمارے روبرو بناؤ ۔ اور جو لوگ ظالم ہیں ان کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا کیونکہ وہ ضرور غرق کردیے جائینگے (۳۷)
تو نوح نے کشتی بنانی شروع کردی ۔ اور جب اُنکی قوم کے سردار اُنکے پاس سے گزرتے تو اُن سے تمسخر کرتے ۔ وہ کہتے کہ اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو جس طرح تم ہم سے تمسخر کرتے ہو اسی طرح (ایک وقت) ہم بھی تم سے تمسخر کرینگے (۳۸)
اور تم کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اُسے رسوا کرے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے ؟ (۳۹)
یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور تنور جوش مارنے لگا ۔ تو ہم نے (نوح کو) حکم دیا کہ ہر قسم (کے جانداروں) میں سے جوڑا جوڑا (یعنی) دو (دو جانور ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ) لے لو اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے (کہ ہلاک ہو جائیگا) اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو اور جو ایمان لایا ہو اسکو کشتی میں سوار کرلو اور اُنکے ساتھ ایمان بہت ہی کم لوگ لائے تھے (۴۰)
(نوح نے) کہا کہ خدا کا نام لیکر (کہ اسی کے ہاتھ میں) اسکا چلنا اور ٹھہرنا (ہے) اس میں سوار ہو جاؤ بیشک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے (۴۱)
اور وہ اُن کو لیکر (طوفان کی) لہروں میں چلنے لگی (لہریں کیا تھیں) گویا پہاڑ (تھے) اس وقت نوح نے اپنے بیٹے کو کہ (کشتی سے) الگ تھا پکارا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ ہو (۴۲)
اس نے کہا کہ میں (ابھی) پہاڑ سے جا لگوں گا وہ مجھے پانی سے

36. And it was inspired in Noah, (saying): No one of thy folk will believe save him who hath believed already. Be not distressed because of what they do.

37. Build the ship under Our Eyes and by Our Inspiration, and speak not unto Me on behalf of those who do wrong. Lo! they will be drowned.

38. And he was building the ship, and every time the chieftains of his people passed him, they made mock of him. He said: Though ye make mock of us, yet we mock at you even as ye mock;

39. And ye shall know to whom a punishment that will confound him cometh, and upon whom a lasting doom will fall.

40. (Thus it was) till, when Our commandment came to pass and the oven gushed forth water.[4] We said: Load therein two of every kind, a pair (the male and female), and thy household, save him against whom the word hath gone forth already, and those who believe. And but a few were they who believed with him.

41. And he said: Embark therein! In the name of Allah be its course and its mooring. Lo! my Lord is Forgiving, Merciful.

42. And it sailed with them amid waves like mountains, and Noah cried unto his son—and he was standing aloof—O my son! Come ride with us, and be not with the disbelievers.

43. He said: I shall betake me to some mountain that will save me from the water. (Noah) said: This

الْمَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ
إِلَّا مَن رَّحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ
فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٤٣﴾
وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ
أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَ
اسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا
لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾
وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي
مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ
أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾
قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ
عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ
لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ
مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٤٦﴾
قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ
مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي
وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٤٧﴾
قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ
عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ وَ
أُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُم مِّنَّا
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٨﴾
تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ
مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن
قَبْلِ هَٰذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٩﴾

بچالے گا۔ انہوں نے کہا کہ آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں
(اور نہ کوئی بچ سکتا ہے) مگر جس پر خدا رحم کرے۔ اتنے میں دونوں
کے درمیان لہر آ حائل ہوئی اور وہ ڈوب کر رہ گیا ﴿۴۳﴾
اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے
آسمان تھم جا۔ تو پانی خشک ہو گیا اور کام تمام
کر دیا گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری۔ اور کہہ دیا
گیا کہ بے انصاف لوگوں پر لعنت ﴿۴۴﴾
اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ پروردگار
میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے (تو اس کو بھی نجات
دے) تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم ہے ﴿۴۵﴾
خدا نے فرمایا کہ نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ہے
وہ تو ناشائستہ افعال ہے تو جس چیز کی تم کو حقیقت
معلوم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے سوال ہی نہ کرو۔ اور
میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بنو ﴿۴۶﴾
نوح نے کہا پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی
چیز کا تجھ سے سوال کروں جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں اور
اگر تو مجھے نہیں بخشے گا اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا ﴿۴۷﴾
حکم ہوا کہ نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ (جو
تم پر اور تمہارے ساتھ کی جماعتوں پر نازل کی گئی ہیں)
اتر آؤ۔ اور کچھ اور جماعتیں ہوں گی جن کو ہم (دنیا کے فوائد سے)
محظوظ کریں گے پھر ان کو ہماری طرف سے عذاب الیم پہنچے گا ﴿۴۸﴾
یہ حالات منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور
اس سے پہلے نہ تم ہی ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم (ہی ان سے واقف
تھی) تو صبر کرو کہ انجام پرہیزگاروں ہی کا (بھلا) ہے ﴿۴۹﴾

day there is none that saveth from the Commandment of Allah save him on whom He hath had mercy. And the wave came in between them, so he was among the drowned.

44. And it was said: O earth! Swallow thy water and, O sky! be cleared of clouds! and the water was made to subside. And the Commandment was fulfilled. And it (the ship) came to rest upon (the mount) Al-Jûdi and it was said: A far removal for wrongdoing folk!

45. And Noah cried unto his Lord and said: My Lord! Lo! my son is of my household! Surely Thy promise is the Truth and Thou art the Most Just of Judges.

46. He said: Oh Noah! Lo! he is not of thy household; lo! he is of evil conduct, so ask not of Me that whereof thou hast no knowledge. I admonish thee lest thou be among the ignorant.

47. He said: My Lord! Lo! in Thee do I seek refuge (from the sin) that I should ask of Thee that whereof I have no knowledge. Unless Thou forgive me and have mercy on me I shall be among the lost.

48. It was said (unto him: O Noah!) Go thou down (from the mountain) with peace from Us and blessings upon thee and some nations (that will spring) from those with thee. (There will be other) nations unto whom We shall give enjoyment a long while and then a painful doom from Us will overtake them.

49. This is of the tidings of the Unseen which We inspire in thee (Muhammad). Thou thyself knewest it not, nor did thy folk (know it) before this. Then have patience. Lo! the sequel is for those who ward off (evil).

اسرار و معارف

لہٰذا یہ بات نوح علیہ السلام کے حالات سے بھی واضح ہے کہ جب انہیں اللہ کا حکم پہنچاتے صدیاں

بیت گئیں کہ ان کی عمر بہت لمبی تھی اور قوم کی کئی نسلیں ان کے سامنے گزر گئیں مگر ایمان نہ لائے تو انھیں اللہ کریم کی طرف سے اطلاع کر دی گئی کہ اب ان لوگوں میں سے کوئی بھی ایمان نہ لائے گا۔ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ایمان لانے کی استعداد ہی ان سے کھو گئی اور ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہاں! صرف وہ محدود تعداد جو پہلے سے ایمان لا چکی ہے چنانچہ آپ ان کا غم چھوڑ دیں، اب یہ جو بھی کرتے ہیں آپ اس سے دل گرفتہ نہ ہوں کہ ان کا انجام قریب ہے۔ تب ہی نوح علیہ السلام نے بدعا فرمائی جو قرآن میں مذکور ہے کہ اللہ! روئے زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے کہ اب تو ان کی نسلوں میں بھی کفر ہی پیدا ہوتا ہے کسی خیر کی اُمید نہیں۔

صنعت اور مسلمان

چنانچہ ارشاد ہوا کہ آپ ہمارے روبرو ہماری وحی کے مطابق ایک آبی جہاز بنائیے! رُوبرو سے مراد ہے کہ پوری صفائی اور بہترین پیمائش اور خوبصورت جوڑ لگا کر بنائی جائے اور بحری جہاز کی صنعت کی یہی ابتدا تھی۔ مفسرین کرام کے مطابق دنیا بھر کی ایجادات وحی کے ذریعہ سے تعلیم فرمائی گئیں اور کسی نہ کسی نبی نے شروع فرمائیں جن میں سے متعدد ایجادات کا ذکر قرآن پاک میں ملتا ہے۔ ہاں! بعد میں آنے والے لوگوں نے ان میں مزید ترقی ضرور کر لی اور زمانے کی ضروریات کے مطابق انھیں ڈھالتے رہے لہٰذا مسلمانوں کو صنعتی امور پر زیادہ توجہ کرنا اور ایسے علوم کا پڑھنا سنتِ انبیاء ہے اور اس میں دنیا کی ترقی اور اقوام عالم پر غلبہ پانے کا راز بھی ہے۔ نیز یہ بھی بتا دیا گیا کہ بہت بڑا طوفان آئے گا اور سب کفار غرق ہو کر تباہ ہو جائیں گے آپ ان کی سفارش نہ کیجئے گا کہ پھر آپ کا جذبۂ ترحم جوش میں آئے اور ان کی سفارش فرمانے لگیں۔ پتہ چلا کہ اللہ کی نافرمانی نہ صرف دلوں کو تباہ کرتی ہے بلکہ اہل اللہ کی سفارش سے بھی محرومی کا سبب بن جاتی ہے۔

قوم کا اور قوم کے سرداروں کا ابھی تک یہی حال تھا کہ انھیں کشتی بناتے دیکھتے تو مذاق اڑاتے کہ اور سنو یہ جہاز سازی ہو رہی ہے۔ یہاں پانی کا قحط ہے پینے کو تو ملتا نہیں، بڑے میاں ریت پر جہاز چلائیں گے حالانکہ اللہ کے بندوں کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے مگر دنیا دار اپنی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اسے وہ کام اُلٹا نظر آتا ہے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ آج تم ہم سے مذاق کرتے ہو مگر کل تک تم خود تقدیر کے مذاق کا نشانہ بننے والے ہو ہم یقیناً تمھیں یہ وقت یاد دلائیں گے اور خود تمھیں بھی پتہ چل جائے گا جس بات کا آج ہمیں بذریعہ وحی علم

ہے کل اس کے واقع ہونے پر تمہیں بھی علم ہو جائے گا کہ کون اللہ کے عذاب کی گرفت میں آکر رُسوا ہوتا ہے اور تباہی کی نذر ہو کر دائمی اور ابدی عذاب میں گرفتار ہوتا ہے کہ یہ ذلّت و رُسوائی وقتی اور عارضی نہیں بلکہ جو لوگ عذابِ الٰہی میں گرفتار ہو کر تباہ ہوتے ہیں وہ ہمیشہ عذاب ہی میں مبتلا رہتے ہیں۔

چنانچہ جب اللہ کا مقرر کردہ وقت آپہنچا اور تنور تک سے پانی اُبلنے لگا۔ مفسّرین نے یہاں مختلف باتیں لکھی ہیں کہ سطحِ زمین کو بھی تنور کہا جاتا ہے، بلندی پہ بھی بولا جاتا ہے اور روٹی پکانے کا ایک خاص چولہا بھی تنور کہلاتا ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی درست ہے کہ ساری زمین سے بھی اور بلندیوں سے بھی پانی اُبلنے لگا اور تنور جہاں ہمیشہ آگ جلتی ہے وہ بھی چشمے بن گئے۔ اور یہ رائے بھی ہے اور درست ہو سکتی ہے کہ نوح علیہ السلام کو طوفان کی نشانی کے طور پر بتایا گیا تھا کہ جب تنور اُبلنے لگے اور اس میں سے پانی نکلنا شروع ہو جائے تو آپ خود بھی اپنے پیروکاروں کو بھی اور ہر چیز کا ایک ایک جوڑا بھی جہاز میں سوار کرا لیجئے۔ چنانچہ جیسے ہی پانی اُبلنا شروع ہوا تو انھوں نے اپنے گھر والوں میں سے سب مسلمانوں کو اپنے ماننے والوں کو اور ان جانوروں کو جو جوڑے سے پیدا ہوتے ہیں کشتی یا جہاز میں سوار کر لیا ایسے جانور جو پانی میں زندہ نہیں رہ سکتے اور انسانی زندگی کی ضرورت تھے ساتھ رکھ لئے اور وہ لوگ جن کے حق میں تباہی کا فیصلہ ہو چکا باقی رہ گئے اور فرمایا، ان کے ساتھ سوار ہونے والے لوگوں کی تعداد بہت کم تھی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق سب ملا کر اسّی مرد اور خواتین تھے جن میں آپ کی تین بیویاں اور تین بیٹے بھی شامل تھے۔ چوتھا بیٹا کفار کے ساتھ غرق ہو کر تباہ ہوا اور ایک بیوی بھی۔

لہٰذا فرمایا کہ سوار ہو جاؤ کہ اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب اللہ کے حکم سے ہے اور میرا رب بہت بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ دراصل سب چیزوں کا چلنا یا کام کرنا اللہ کریم ہی کی عطا ہے کہ جس نے کائنات میں مختلف چیزیں پیدا فرمائیں، انسان کو عقل اور فراست دی چنانچہ وہ مختلف دھاتوں سے طرح طرح کے کل پُرزے بنا کر جوڑتا ہے تو عجیب و غریب ایجادات سامنے آتی ہیں اور انسانی خدمت کا فریضہ انجام دیتی ہیں مگر اس سب کے باوجود قادرِ مطلق کے قبضۂ قدرت میں رہتی ہیں اور وہ جب روک دے، رُک جاتی ہیں بلکہ جب اُلٹ دے تو اُلٹ جاتی ہیں اور نفع کی بجائے نقصان پہنچاتی ہیں۔ یہ بات جدید دنیا کی بڑی بڑی ایجادات

سے واضح ہے اور یہی کفر و اسلام کا فرق ہے کہ کافر اسے اپنا کمال جانتا ہے اور مومن اللہ کی عطا سمجھ کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ نیز مسلمانوں کو چاہیئے کہ جب یہ اللہ کے انعامات میں سے ہے تو اس پر بہت زیادہ توجّہ دیں۔

نبی سے رِشتہ

اب یہ کشتی موجوں کے دوش پر تھی جبکہ موجیں یوں اٹھنے لگیں جیسے پہاڑ، اور لوگ جان بچانے کو بھاگنے لگے تو آپ کا وہ بیٹا جسے ایمان نصیب نہ ہوا تھا اور اس وجہ سے کشتی میں سوار نہ تھا، بھی بھاگنے والوں کے ساتھ تھا جبکہ نوح علیہ السلام نے پکارا کہ اب بھی ایمان لاکر کشتی میں سوار ہو جاؤ کہ سوار ہونے کی شرط تو ایمان تھی صرف نسبی رشتہ کافی نہ تھا لہٰذا یہ قانون ہے کہ نبی سے ایمان کا رشتہ ہی معتبر ہے اگر ایمان کے ساتھ نسبی رشتہ بھی ہو تو "نورٌ علیٰ نور" ورنہ بغیر ایمان کے نسبی رشتے کا کوئی اثر نہیں، نہ اس کی کوئی اہمیت باقی رہتی ہے۔

نوح علیہ السلام نے تو آخری لمحے بھی کافروں کا ساتھ چھوڑ دینے کے لِئے کہا مگر وہ بدنصیب بولا، میں بھاگ کر پہاڑ پر جا رہا ہوں مجھے طوفان کا غم نہیں میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔ تو انھوں نے فرمایا، جب اللہ کی گرفت آتی ہے تو ظاہری اسباب اس کا دفاع نہیں کر سکتے اور ناکام ہو جاتے ہیں۔ پہاڑ اور بلندیاں عام طوفانوں سے تو بچالیں مگر یہ تو عذابِ الٰہی ہے اور اس سے بچنے کے لِئے صرف اللہ کی رحمت کام آسکتی ہے۔ فرمایا آج کوئی کام نہیں آئے گا، سِوائے اس کے کہ اللہ رحم فرمائے اور اس کی رحمت تو ایمان لاکر ہی پا سکو گے۔ بس یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک لہر اُٹھی اور اسے بہا کر لے گئی بلکہ وہ پہاڑ جن کو وہ پناہ گاہ سمجھ رہے تھے بھی غرق ہو گئے اور روایات میں ہے کہ پانی اونچے سے اونچے پہاڑ سے بھی بہت بلند ہو گیا تھا۔

جب کفار غرق ہو کر تباہ ہو چکے اور بجز کشتیِ نوح زمین پر کوئی انسان نہ بچا تو ارشاد ہوا اے زمین! اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! اپنا پانی روک لے۔ یہاں زمین و آسمان کو براہِ راست حکم فرمایا جانا مذکور ہے کہ کائنات کی ہر شے اگر انسان کے برابر شعور نہ رکھتی ہو مگر اپنی استعداد کے مطابق ہر شے کو شعور حاصل ہے اور ہر ذرّے کا تعلق ذاتِ باری سے ہے اور ہر آن اللہ کی اطاعت پہ کمربستہ ہیں۔ لہٰذا بعض اوقات اسباب ترتیب دیئے جاتے ہیں تو کام ہو جاتا ہے مگر جب اظہارِ قدرت منظور ہو تو کائنات کے کسی بھی ذرے کو یا آسمان و زمین کو براہِ راست ارشاد ہوتا ہے اور ہر شے تعمیلِ ارشاد کرتی ہے بلکہ کائنات کا ہر ذرّہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ جیسے ارشاد

ہے وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ۔یعنی کوئی شے ایسی نہیں جو اللہ کی پاکی بیان نہ کرتی ہو۔چنانچہ زمین آسمان نے تعمیلِ ارشاد کی اور قصہ تمام ہوا۔نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور کافروں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رحمتِ الٰہی سے محروم کر دیا گیا۔

جودی نام کا پہاڑ آج بھی عراق میں ہے جو غالباً ایک بہت بڑے کوہستانی سلسلے کا حصہ ہے اور اسی کے ایک حصہ کا نام "ارارابط" ہے جس کا تذکرہ بعض دیگر کتب میں ہے مفسرین کے مطابق طوفان کے تھمنے اور پانی خشک ہونے اور کشتی کے زمین پر لگنے میں کئی ماہ صرف ہوئے۔

رشتوں اور قومیتوں کا مدار نیز دعا کے آداب

جب طوفان زوروں پر تھا اور بیٹے نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت قبول نہ کی تو انھوں نے ربِّ جلیل سے دعا فرمائی کہ اے اللہ! تو نے میرے خاندان کو بچانے کا وعدہ فرمایا تھا اور تیرے وعدے تو برحق ہیں پھر میرا بیٹا جو میرا خون ہے کیوں غرق ہو رہا ہے؟ یہ بھی تو میرا خاندان ہے اور تُو تو ہر چیز پہ قادر ہے اسے ایمان بھی عطا کر سکتا ہے اور کشتی پہ آنے کی توفیق بھی۔ بھلا تُو چاہے تو موج ہی اس کی محافظ بن سکتی ہے تو ارشاد ہوا کہ اے نوحؑ! وہ تیرے خاندان میں سے نہیں ہے اس لئے کہ اس کا کردار غیر صالح ہے تو یہ بات واضح ہو گئی کہ مومن و کافر میں رشتہ اخوت نہیں ہے اگرچہ کتنا ہی قریبی رشتہ ہو۔ دین کے معاملات میں اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ یہی بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیاتِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ اسلام کے ابتدائی معرکے تو اکثر بھائیوں اور باپ بیٹوں کے درمیان لڑے گئے مگر کافر کو الگ قوم شمار کیا گیا خواہ بھائی تھا اور مومن کو بھائی جانا گیا خواہ بظاہر بیگانہ تھا۔ لہٰذا وطنی یا لسانی یا رنگ و نسل کی تقسیم درست نہیں۔قبائل اور ان کا نام انسان کی پہچان تو ہے لیکن سندھی، پنجابی اور پٹھان وغیرہ کی تقسیم اور آپس میں لڑائی جائز نہیں مسلمان سب مسلمان ہیں اور اس کے بعد کچھ اور۔ چونکہ راستہ اپنانے کا فیصلہ انسان کا ذاتی ہے اگرچہ اللہ قادر ہے کہ زبردستی کر سکتا ہے مگر اس نے طے کر دیا کہ یہ کام حکیمانہ نہ ہوگا ورنہ پھر سارا نظامِ عدل غیر ضروری ٹھہرے گا۔ ہاں! جو انسان صدقِ دل سے اس کی طلب کا فیصلہ کر لے اسے بڑھ کر تھام لینا یہ ان کی رحمت ہے اور جو منہ موڑ لے اسے زبردستی نہ پکڑا جائے گا۔

تو ارشاد کا معنیٰ یہ ہوا کہ اس کا کردار ایسا نامناسب ہے کہ اب اس کا دل ایمان قبول کرنے کی صلاحیت ہی سے محروم ہوگیا اور یہ بات تو اللہ کریم کے علم میں ہے کہ ہر شخص کا ایک تعلق اپنے مالک سے ایسا ہے جسے صرف اللہ جانتا ہے اس میں کسی فرشتے یا نبی ولی کا بھی دخل نہیں سوائے اس کے کہ اللہ کریم ہی کسی کو اطلاع کردیں تو فرمایا کہ آپ ایسے امور کے بارے دعا نہ کریں جن کے بارے آپ کو علم نہیں۔ لہٰذا جب تک کسی بات کی خبر نہ ہو، ہر آدمی کے کہنے پر اور ہر کام کے لئے دعا کرنا جائز نہ رہا بلکہ اگر کسی بات کے ناجائز ہونے کا پتہ ہو یا شبہ بھی ہو تو دعا نہ کی جائے کہ دعا مانگنے والا خطا کار ہوگا۔ ایسے ہی لوگوں کی ترقی واقتدار کی دعا، کیا خبر کوئی کیسا ہوگا۔ ہاں! خیر اور اصلاح کے لئے اور بھلائی کے لئے دعا کی جائے۔ چنانچہ فرمایا کہ آپ کی شان بہت بلند ہے آپ کو ایسی دعا نہ کرنا چاہیئے، اللہ کریم کی طرف سے نصیحت کی جاتی ہے کہ نادانی آپ کو زیب نہیں دیتی اور یہی عصمتِ نبوت ہے کہ ذرا بھی بھول چوک ہونے لگے تو فوراً اللہ کریم کی طرف سے مطلع کردیا جاتا ہے۔

یہاں اگر فطری شفقتِ پدری نے سر اٹھایا تو فوراً متنبہ فرمادیا گیا چنانچہ عرض کیا، اللہ! میں ایسے کاموں سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں کہ تو ہی میری حفاظت فرما اور اگر تیری بخشش اور تیرا رحم یاوری نہ کرے تو انسان بھلا کیسے بچ سکتا ہے۔ یہاں یہ طریقۂ عمل ارشاد ہوتا ہے کہ خطا کا ہوجانا بڑی بات نہیں مگر اللہ سے اس کی معافی طلب کی جائے اور آئندہ چھوڑنے کا پختہ عزم کرکے اللہ سے توفیق طلب کی جائے تنہا اپنے ارادے پہ بھروسہ نہ کیا جانا چاہیئے کہ انسان کو بہت سے فطری جذبات اکثر اوقات مجبور کردیتے ہیں لہٰذا اللہ کریم سے مدد طلب کی جائے۔

چنانچہ جب زمین رہائش کے قابل ہوئی اور پانی خشک ہوچکا تو ارشاد ہوا کہ اب پہاڑ پر اُتریئے اور اسی زمین پر جس پر کفر کے باعث طوفان آئے۔ آپ کے ساتھ ہماری طرف سے سلامتی اور برکات کا مشاہدہ ہوگا۔ آفات سے حفاظت کے ساتھ مال اور اولاد میں اضافہ دیکھئے۔ مفسرین کرام کے مطابق یہاں ثابت ہے کہ روئے زمین پر پھر سے آباد ہونے والے سارے لوگ صرف حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہوتے ہیں۔ اسی لئے انھیں آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے لہٰذا یہاں قیامت تک آنیوالے مسلمانوں اور اطاعت شعاروں کو سلامتی اور برکت کا وعدہ دیا گیا ہے مگر یہ بات یاد رہے کہ سیدنا نوح کا قصہ اس کی بہترین مثال ہے یعنی امن سلامتی اور

ان برکات سے مستفید ہونے کے لئے ایمان اور عمل ضروری ہیں۔

ورنہ جو لوگ آپ کی اولاد میں پھر سے کفر و سرکشی اختیار کریں گے تو اُن کا انجام پہلے سے مختلف نہ ہو گا کہ جب تک مہلت ہے موت سے یا عذاب سے تو دنیا کی سہولتوں اور نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں گے مگر آخرکار اپنے انجام کو پہنچیں گے اور اللہ کا عذاب انھیں اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ جو بہت دردناک اور بڑا شدید ہوتا ہے۔ اے حبیبؐ (ﷺ)! یہ سب باتیں بہت پہلے گزر چکیں نہ آپ کے علمِ مبارک میں تھیں اور نہ آپ کی قوم نوح علیہ السلام کے قصہ کی حقیقت سے آگاہ تھی نہ آپ ﷺ کسی مکتب و مدرسہ میں تشریف لے گئے نہ کسی عالم و راہب کے پاس بات سنی تو یہ سب امورِ غیب میں سے تھا جس پر اللہ نے آپ ﷺ کو مطلع فرمایا اور واقعات کی جزیات تک ارشاد فرما دیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کے پاس وحی آنے کے دوسرے روشن دلائل کے ساتھ اس قدر صحت سے ان واقعات کا بیان بھی ایک زبردست دلیل ہے۔ لیکن کچھ بدنصیب اگر پھر بھی قبول نہ کریں تو آپ صبر فرمائیے کہ پہلے انبیاءؑ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ نوح علیہ السلام بھی کم و بیش ہزار سال تک برداشت فرماتے رہے۔ آپ بھی صبر کیجئے اور یہ تو اللہ کا قانون ہے کہ انجام کار وہی لوگ کامیاب ہیں جو متقی اور پرہیزگار ہیں دارِ دنیا ہو یا آخرت کامیابی متقین ہی کا حصّہ ہے۔

رکوع نمبر ۵ — آیات ۵۰ تا ۶۰ — وما من دآبۃٍ ۱۲ / ۵

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ
اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾
یٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا ؕ اِنْ
اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾
وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا
اِلَیْہِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّ

اور ہم نے عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو بھیجا اُنہوں نے کہا کہ میری قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تم (شرک کر کے خدا پر) محض بہتان باندھتے ہو ﴿۵۰﴾

میری قوم! میں اس (وعظ و نصیحت) کا تم سے کچھ صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو اُس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں؟ ﴿۵۱﴾

اور اے قوم! اپنے پروردگار سے بخشش مانگو پھر اس کے آگے توبہ کرو۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا

50. And unto (the tribe of) 'Aâd (We sent) their brother, Hûd. He said: O my people! Serve Allah! Ye have no other God save Him. Lo! ye do but invent!

51. O my people! I ask of you no reward for it. Lo! my reward is the concern only of Him Who made me. Have ye then no sense?

52. And, O my people! Ask forgiveness of your Lord, then turn unto Him repentant; He will cause the sky to rain abun-

يَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا
مُجْرِمِينَ ﴿٥٢﴾
قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ
بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَن قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ
لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٥٣﴾
إِن نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا
بِسُوءٍ ۗ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا
أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾
مِن دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ
لَا تُنظِرُونِ ﴿٥٥﴾
إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم
مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا
إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾
فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ
بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ
وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾
وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ
آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ
عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٨﴾
وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا
رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾
وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ
الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا
بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ﴿٦٠﴾ ع ٥

اور تمہاری طاقت پر طاقت بڑھائیگا۔ اور (دیکھو) گنہگار
بن کر روگردانی نہ کرو ﴿٥٢﴾
وہ بولے ہود تم ہمارے پاس کوئی دلیل ظاہر نہیں لائے! اور
ہم (صرف) تمہارے کہنے سے نہ اپنے معبودوں کو چھوڑنے
والے ہیں اور نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں ﴿٥٣﴾
ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں آسیب پہنچا (کر دیوانہ کر)
دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ
رہو کہ جن کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں ﴿٥٤﴾
(یعنی جن کی) خدا کے سوا (عبادت کرتے ہو) تو تم سب مل کر میرے
بارے میں (جو) تدبیر (کرنی چاہو) کر لو اور مجھے مہلت نہ دو ﴿٥٥﴾
میں خدا پر جو میرا اور تمہارا (سب کا) پروردگار ہے بھروسا رکھتا ہوں
(زمین پر) جو چلنے پھرنے والا ہے وہ اس کو چوٹی سے پکڑے ہوئے ہے
بیشک میرا پروردگار سیدھے رستے پر ہے ﴿٥٦﴾
اگر تم روگردانی کرو گے تو جو پیغام میرے ہاتھ تمہاری طرف
بھیجا گیا ہے وہ میں نے تمہیں پہنچا دیا ہے اور میرا پروردگار
تمہاری جگہ اور لوگوں کو لا بسائے گا۔ اور تم خدا کا کچھ بھی
نقصان نہیں کر سکتے میرا پروردگار تو ہر چیز پر نگہبان ہے ﴿٥٧﴾
اور جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور جو لوگ
ان کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو اپنی مہربانی سے بچا لیا۔
اور انہیں عذاب شدید سے نجات دی ﴿٥٨﴾
یہ (وہی) عاد ہیں جنہوں نے خدا کی نشانیوں سے انکار کیا اور اسکے
پیغمبروں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش و متکبر کا کہا مانا ﴿٥٩﴾
تو اس دنیا میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگی رہی اور قیامت کے
دن بھی لگی رہے گی۔ دیکھو عاد نے اپنے پروردگار سے
کفر کیا (اور) سن رکھو ہود کی قوم عاد پر پھٹکار ہے ﴿٦٠﴾

dance on you and will add unto you strength to your strength. Turn not away, guilty!

53. They said: O Hûd! Thou hast brought us no clear proof and we are not going to forsake our gods on thy (mere) saying, and we are not believers in thee.

54. We say naught save that one of our gods hath possessed thee in an evil way. He said: I call Allah to witness, and do ye (too) bear witness, that I am innocent of (all) that ye ascribe as partners (to Allah)—

55. Besides Him. So (try to) circumvent me, all of you; give me no respite.

56. Lo! I have put my trust in Allah, my Lord and your Lord. Not an animal but He doth grasp it by the forelock! Lo! my Lord is on the Straight Path.

57. And if ye turn away, still I have conveyed unto you that wherewith I was sent unto you, and my Lord will set in place of you a folk other than you. Ye cannot injure Him at all. Lo! my Lord is Guardian over all things.

58. And when Our commandment came to pass, We saved Hûd and those who believed with him by a mercy from Us; We saved them from a harsh doom.

59. And such were 'Aâd. They denied the revelations of their Lord and flouted His messengers and followed the command of every froward potentate.

60. And a curse was made to follow them in the world and on the Day of Resurrection. Lo! 'Aâd disbelieved in their Lord. A far removal for 'Aâd, the folk of Hûd!

اسرار و معارف

تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت ایک تھی

اسی طرح قوم عاد میں حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جو اسی قوم کے ایک معزز فرد تھے اور یہی دعوت ان تک پہنچائی گئی کہ لوگو! اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو کہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا سب مخلوق ہیں اور خود اللہ کی عبادت کرنے والے اور اس کے محتاج ہیں اور اللہ کی عبادت کرو کہ وہ اس کا مستحق ہے اس کے علاوہ جو رسومات مذہب کے نام پر تم نے بنا رکھی ہیں کہ فلاں کو پکارو تو اولاد ملتی ہے اور فلاں کو یاد کرو تو مال یا صحت یا یہ رسم ادا کرو تو اس طرح کا فائدہ ہوتا ہے تو یہ سب محض خرافات ہیں ان کی کوئی اصل نہیں۔

دین کی تبلیغ اور اُجرت

اب رہا میرا معاملہ! تو دیکھو میں جو اپنی پوری توانائی اس بات پر صرف کر رہا ہوں اور تم سب جو ڈیل ڈول اور جسمانی طاقت کے اعتبار سے مثالی قوم ہو۔ بغیر کسی خوف اور جھجک کے یہ بات کہہ رہا ہوں بھلا اس کے بدلے میں کوئی دولت کا طالب ہوں یا کسی دنیاوی نفع کی خواہش رکھتا ہوں؟ ہر گز نہیں! کہ انبیاء دین کی تبلیغ پر کبھی اجرت کے طالب نہیں ہوتے اور یہ تو عام عقل کی بات ہے کہ کوئی بھی شخص کسی نفع کی امید کے بغیر محنت نہیں کرتا پھر یہ جان جوکھوں کا کام کہ کفر کے مقابلہ میں حق بات کہنا اگرچہ کفار کتنے طاقت ور ہوں بھلا بغیر کسی اُمید کے ہو سکتا ہے ہر گز نہیں! تو مجھے یہ نفع کہاں سے حاصل ہو گا۔ جبکہ انسانوں سے تو میں کسی انعام کا طالب ہی نہیں۔ یقیناً میرا خالق جس نے مجھے پیدا کیا نبوت سے سرفراز فرمایا اور جس کے ارشاد کی تعمیل میں یہ سب کام کر رہا ہوں مجھے اس کا بدلہ دے گا۔

عزت و وقار کے لئے توبہ و استغفار ضروری ہے

اور اے قوم! گزشتہ گناہوں پر معافی مانگو اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرو۔ یہ استغفار اور توبہ ہی وہ راستہ ہے جس پر مزید انعامات نصیب ہوتے ہیں اور آخرت کے ساتھ حیاتِ دنیا بھی سُدھر جاتی ہے اگر تم ایسا کرو تو آسمان سے رحمت کی گھٹائیں برسیں اور تمہارے مال اور تمہاری اولادیں بھی خوب پھلیں پھولیں اور تمہاری طاقت میں زبردست اضافہ ہو اور اللہ سے روگردانی چھوڑ دو کہ یہ آخر تباہی کا سبب بنتی ہے آج بھی اگر مسلمان قرآن کے اس ارشاد کو اپنا لیں تو کفار کی عارضی اور وقتی شوکت پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں

کہ عزّت وقار کیلئے توبہ و استغفار شرط ہے مگر یہاں بھی عقل اُلٹ گئی ہے اور کافروں کی دیکھا دیکھی اُن جیسا بننے میں ترقی تلاش کی جارہی ہے۔ العیاذاً باللہ۔

انھوں نے تمام دلائل سننے کے بعد بھی ایک ہی جواب دیا کہ آپ کوئی ایسی دلیل نہیں لائے جو قابلِ توجہ ہو اور ہم محض آپ کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ نہیں سکتے نہ ہی آپ کی بات قبول کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں بلکہ آپ کی یہ باتیں ہمیں اُلٹی سیدھی لگتی ہیں تو ہمارا خیال یہ ہے کہ آپ ہمارے بُتوں کو جھوٹا اور غلط کہتے ہیں تو انھوں نے آپ پر کوئی مصیبت ڈال دی ہے یا جن مسلّط کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے آپ اس طرح کی بات کرتے ہیں اور یہ گناہ کا اثر ہوتا ہے کہ حق بات اُلٹی نظر آتی ہے اور باطل خرافات دل کو پسند آنے لگتی ہیں۔ چنانچہ ہُود علیہ السّلام ان کی اس بات سے بہت بیزار ہوئے اور فرمایا کہ میرا اللہ بھی گواہ ہے اور تم بھی کان کھول کر سُن لو، گواہ رہنا کہ میں تمھارے ان مشرکانہ اعتقادات سے بالکل الگ ہوں مجھے تمھارے بُتوں کی کوئی پرواہ نہیں۔

معرفتِ باری کا اثر

نیز میں تمھیں چیلنج کرتا ہوں کہ تم بھی جو اپنے کو بہت طاقتور سمجھتے ہو اور تمھارے یہ بُت بھی، جن کو تم اپنے سے بھی بہت طاقتور مانتے ہو، مل کر سب زور لگاؤ اور میرے ساتھ کوئی رعایت نہ برتو بلکہ جو بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو۔ یہ معرفتِ باری کا کمال ہوتا ہے کہ غیر اللہ سے اُمید بھی منقطع ہو جاتی ہے اور غیر اللہ کا خوف بھی دل میں نہیں رہتا۔ انبیاءؑ کی معرفت مثالی ہوتی ہے لہٰذا عمل بھی مثالی۔ اور جو لوگ انسانوں سے ڈر کر یا کسی نفع کی اُمید پہ غلط بات کو درُست کہنے لگتے ہیں وہ معرفتِ الٰہیہ سے محرُوم ہوتے ہیں خواہ بظاہر کتنے بڑے پیر بنے ہوئے ہوں۔

فرمایا، مَیں تو اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں جو میرا بھی ربّ ہے یعنی پیدا کرنے اور باقی رکھنے والا ہے اور تمھارا رب بھی وہی ہے اُسی نے سب قوتیں دے رکھی ہیں اور ایسا بھی نہیں کہ دے کر فارغ ہو گیا، اب جو جی میں آئے کرو۔ بلکہ ہر جاندار کی چوٹی اس کے دستِ قدرت میں ہے یعنی ہر ایک پہ قادر ہے جو چاہے کرنے دے اور جو چاہے نہ کرنے دے۔ اور یہ بھی طے ہے کہ میرا رب سیدھے راستے پر ہے یعنی اس کی رضامندی حق بات اور نیک کام کے ساتھ ہے یعنی اللہ کی مدد نیکی پر نصیب ہوتی ہے تم جیسے لوگوں کو نہیں جنھوں نے

برائی اختیار کر رکھی ہو۔ اب بھی اگر تم باز نہ آؤ تو میں بری الذمہ ہوں کہ بات پہنچانے کا حق ادا کر دیا، جو کچھ میرے ربّ نے مجھے فرمایا میں نے سب کا سب تم تک پہنچا دیا اب میری حفاظت بھی میرا ربّ ہی کرے گا کہ اتنی بڑی جابر قوم کے مقابلے میں بغیر دنیاوی اسباب کے حق بات کرنا صرف اُسی کے بھروسے پہ ممکن ہے۔

عقائد و اعمال کا اثر

بالآخر جب نہ مانے تو اللہ کے عذاب نے انھیں آلیا اور حضرت ہُودؑ اور ان کے متبعین کو اللہ کی رحمت نصیب ہوئی۔ یعنی عقائد و اعمال اشیاء کے اثر کو بدل دیتے ہیں کہ وہی فضا جو کافر پر عذاب نازل کر رہی ہے مومنین پر رحمت برسا رہی ہے۔ ایک ہی وقت میں دو طبقوں کے لئے مختلف حالات کا ظہور ہو رہا ہے چنانچہ اسی لمحے جب بہت ہی شدید عذاب قومِ عاد کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا انہی میں سے مومنین کو اللہ کی رحمت نے ڈھانپ رکھا تھا اور عذاب کے مقابل ڈھال بن گئی تھی مفسرین کے مطابق ان پر سخت قسم کی آندھی چلی جو انسانوں اور جانوروں کو اڑا کر آسمان کی وسعتوں میں لے جاتی تھی اور فضا بھی انسانی چیخوں سے بھر گئی تھی۔

ظالموں کا اتباع اور انکی تکریم عذابِ الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے

فرمایا، یہی عاد تھے جنہوں نے اللہ کی آیات اور احکام کے مقابل انکار کا راستہ اختیار کیا اور اللہ کے رسولوں کو نہ مانا بلکہ ظالم و جابر کی عزت کرتے اور ان کے پیچھے چلنا فخر سمجھتے تھے۔ گویا یہ بات ثابت ہوئی کہ ظالموں کی اطاعت اختیار کرنا اور بدکاروں کی عزت و تکریم انبیاءؑ کے فیض سے ہی محروم نہیں کرتی، یہ عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے برابر ہے۔ ایسے ہی جُرم کے نتیجے میں عاد کو دُنیا کی بربادی کا سامنا بھی کرنا پڑا اور اُن پر لعنت برسی اور قیامت کے روز بھی لعنت ہی ان کا نصیب ٹھہری۔ لہٰذا اے نوعِ انسانی! کان کھول کر سُن لو کہ عاد نے اللہ سے کفر کیا اور اپنے ربّ کو نہ مانا، سو اُن پر ہمیشہ کے لئے پھٹکار پڑی اگرچہ عاد ہود علیہ السلام کی قوم تھی مگر کفر کی مصیبت نے انھیں ان کی برکات سے محروم کر کے ہمیشہ کے عذاب میں دھکیل دیا۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ هُوَ
اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا
فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ
قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾
قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا
قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ
اٰبَاۗؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ
اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾
قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً
فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ
فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾
وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً
فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا
تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾
فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ
ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾
فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ
يَوْمِىِٕذٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾
وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا
فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾
كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا
رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾

اور ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو (بھیجا) تو انہوں نے
کہا کہ قوم! خدا ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی
معبود نہیں۔ اُسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا۔ اور اس میں آباد کیا۔
تو اس سے مغفرت مانگو۔ اور اسکے آگے توبہ کرو۔ بیشک میرا پروردگار
نزدیک (بھی ہے اور دعا کا) قبول کرنیوالا (بھی) ہے ﴿٦١﴾
اُنہوں نے کہا کہ صالح اس سے پہلے ہم تم سے (کئی طرح
کی) اُمیدیں رکھتے تھے (اب وہ منقطع ہو گئیں) کیا تم ہم کو
ان چیزوں سے منع کرتے ہو جن کو ہمارے بزرگ پوجتے آئے ہیں۔
اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں قوی شبہ ہے ﴿٦٢﴾
(صالح نے) کہا قوم! بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی
طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے
(نبوت کی) نعمت بخشی ہو تو اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو اسکے سامنے
میری کون مدد کریگا؟ تم تو (کفر کی باتوں سے) میرا نقصان کرتے ہو ﴿٦٣﴾
اور یہ بھی کہا کہ اے قوم! یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشانی (یعنی معجزہ)
ہے۔ تو اس کو چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں (جہاں چاہے) چرے
اور اس کو کسی طرح کی تکلیف نہ دینا ورنہ تمہیں جلد عذاب پکڑ لیگا ﴿٦٤﴾
مگر انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ تو صالح نے کہا کہ اپنے گھروں
میں تین دن (اور) فائدے اٹھا لو۔ یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا ﴿٦٥﴾
جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے صالح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ
ایمان لائے تھے اُن کو اپنی مہربانی سے بچا لیا اور اس دن کی
رسوائی سے محفوظ رکھا۔ بیشک تمہارا پروردگار طاقتور (اور) زبردست ہے ﴿٦٦﴾
اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو چنگھاڑ (کی صورت میں عذاب) نے آ پکڑا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ﴿٦٧﴾
گویا کبھی ان میں بسے ہی نہ تھے۔ سُن رکھو کہ ثمود نے اپنے پروردگار
سے کفر کیا۔ اور سُن رکھو ثمود پر پھٹکار ہے ﴿٦٨﴾

61. And unto (the tribe of) Thamûd (We sent) their brother Ṣâliḥ. He said: O my people! Serve Allah. Ye have no other God save Him. He brought you forth from the earth and hath made you husband it. So ask forgiveness of Him and turn unto Him repentant. Lo, my Lord is Nigh, Responsive.

62. They said : O Ṣâliḥ! Thou hast been among us hitherto as that wherein our hope was placed. Dost thou ask us not to worship what our fathers worshipped? Lo! we verily are in grave doubt concerning that to which thou callest us.

63. He said : O my people! Bethink you: if I am (acting) on clear proof from my Lord and there hath come unto me a mercy from Him, who will save me from Allah if I disobey Him? Ye would add to me naught save perdition.

64. O my people! This is the camel of Allah, a token unto you, so suffer her to feed in Allah's earth and touch her not with harm lest a near torment seize you.

65. But they hamstrung her, and then he said: enjoy life in your dwelling-place three days! This is a threat that will not be belied.

66. So, when Our commandment came to pass, We saved Ṣâliḥ, and those who believed with him, by a mercy from Us, from the ignominy of that day. Lo! thy Lord, He is the Strong, the Mighty.

67. And the (Awful) Cry overtook those who did wrong, so that morning found them prostrate in their dwellings,

68. As though they had not dwelt there. Lo! Thamûd disbelieved in their Lord. A far removal for Thamûd !

اسرار و معارف

عبادت کی اصل

اسی قانونِ فطرت اور ضابطۂ الٰہیہ کی تائید حضرت صالح علیہ السلام کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے جو مذکورہ قوم کی دوسری شاخ یعنی ثمود کی طرف مبعوث ہوئے اور وہ خود بھی اسی قوم کے ایک معزز فرد تھے۔ ان کی دعوت بھی وہی تھی جو سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہوتی تھی اور جو خاتم الانبیاء ﷺ کی بھی تھی اور ہے کہ لوگو! اللہ کی اور صرف اللہ کی عبادت کرو، کہ اس کے علاوہ کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔ عبادت کی اصل صرف یہ نہیں کہ اللہ کو سب سے بڑا مان لیا اور بات ختم، بلکہ عبادت کی اصل یہ ہے کہ ساری اُمیدیں اس ایک ذات سے وابستہ کر دی جائیں اور اس کے علاوہ اسباب کو ان کی حیثیت کے مطابق اختیار کیا جائے یہ نہ ہو کہ اس کی نافرمانی کر کے اسباب یا ذوات یعنی اللہ کے سوا کسی ذات کو اختیار کیا جائے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ غیر اللہ کی عبادت ہو گی۔ اور تمام انبیاءؑ نے یہی دعوت بھی دی اور یہی کام سب سے دشمنی کا سبب بھی بنا ورنہ صرف اللہ کو سب سے بڑا ماننا تو مشکل بات نہ تھی کہ ہر مذہب میں کسی نہ کسی طرح یہ تصور موجود ہے۔ اپنی دعوت کی تائید میں انھوں نے فرمایا، اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے تمھیں پیدا کیا یعنی تمھارے وجود اور تمھاری ذات میں جس قدر کمالات ہیں اسی کے عطا کردہ ہیں اور تم کو آباد بھی اسی نے کیا یعنی جس قدر نعمتیں اور راحتیں حاصل ہیں یہ سب بھی اُسی کی دین ہے اور تم اصل بات کو فراموش کر کے اللہ کے سوا دوسروں سے ان نعمتوں کے امیدوار بنے بیٹھے ہو، یہ بہت بڑا جرم ہے اس سے استغفار کرو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کرو کہ میرا پروردگار ہر لحظہ ہر ایک کے قریب تر ہے اور وہ کسی کی فریاد رد نہیں فرماتا بشرطیکہ صحیح طریقے پر خلوص کے ساتھ اسی سے کی جائے۔ یہاں بات اُن لفظوں میں کرتے ہوئے فرمایا،

میرا ربّ

میرا ربّ! حالانکہ ربّ تو وہ سب کا ہے مگر ان لوگوں کو ابھی اس کی اپنائیت نصیب نہ تھی اور شیخ کا کمال یہی ہے کہ انسان پکار اٹھے، "میرا ربّ"۔

دل اور دماغ کا فرق

وہ کہنے لگے: اے صالحؑ! تیرا بچپن لڑکپن اور جوانی بے مثال تھے، ہم اور ہمیں آپ سے بے شمار توقعات تھیں۔ چونکہ انبیاءؑ کی تربیت خاص انداز میں

فرمائی جاتی ہے لہٰذا قوم میں بعثت سے قبل بھی ان کا ایک مقام ہوتا ہے اور اب آپ ہمیں ان بتوں کی پوجا سے روکتے ہیں جن کی پرستش تو ہمارے آباؤ اجداد بھی کرتے تھے بھلا وہ سب غلط تھے ان میں کوئی اتنا سمجھدار نہ تھا جبکہ ان میں بڑے بڑے نامور لوگ تھے۔ اور کفار کو عموماً اور آجکل کے دانشوروں کو خصوصاً یہی بات دین سے دور رکھے ہوئے ہے حالانکہ اصل فرق دل اور دماغ کا ہے کہ دنیا بھر کے نامور لوگ ساری شہرت دماغی اور جسمانی امور میں حاصل کر سکتے ہیں مگر وہ علوم جن کا تعلق اللہ کی معرفت سے ہے، دلوں پہ نازل ہوتے ہیں جن کو انبیاء حاصل کر کے ان لوگوں کو تقسیم فرماتے ہیں جو ان پہ ایمان لا کر اپنے دل کا تعلق ان سے جوڑتے ہیں لیکن اس بات کو نہ پا سکے تو کہنے لگے ہمیں تو آپ پر، آپ کی دعوت پر، آپ کی دماغی صحت تک پر شک سا ہو رہا ہے۔ آپ کی یہ بات قبول کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ انہوں نے فرمایا کہ رواج کی بات نہ کرو کہ ایسا کب سے آ رہا ہے، دلائل کی بات کرو اگر میرے پروردگار نے مجھے روشن اور مضبوط دلائل دیئے ہیں اور میرا سینہ روشن کر دیا ہے تو یہ بھی سوچو کہ جس اللہ نے مجھ پر اتنی بڑی رحمت کی ہے کہ میں تم سب کو بھی اس کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور تم سب پر اس کی رحمت کے خزانے لٹانا چاہتا ہوں تو بھلا میں اس کی نافرمانی کر سکتا ہوں کہ اس کی بات تم سے نہ کہوں؟ ہرگز نہیں! اور اگر خدانخواستہ میں ایسا کروں تو پھر اس کی گرفت سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا لہٰذا تمہاری بات میں سوائے خسارے اور نقصان کے کچھ بھی تو نہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ بھئی! ایسے دلائل سے کام نہ چلے گا۔ آپ اگر اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں، وہ سب کچھ کر سکتا ہے تو اسے کہیں، اس پتھر سے اونٹنی پیدا ہو جو حاملہ ہو اور پھر بچہ جنے۔ آپ نے فرمایا: بیشک اللہ تو ہر چیز پہ قادر ہے لیکن اگر منہ مانگا معجزہ ظاہر ہو اور مانگنے والے پھر بھی نہ مانیں تو تباہ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا سوچ لو۔ کہنے لگے، ہم مانیں گے آپ جان بچانے کی تدبیریں نہ کریں اللہ سے کہیں ایسا کر دے۔

بعض وجود باعث برکت ہوتے ہیں

چنانچہ انہوں نے دعا فرمائی، پتھر پھٹا اور مطلوبہ اوصاف کی اونٹنی اس میں سے نکل کر سامنے آ گئی مگر قوم تو تھی بدکار۔ چنانچہ ماننے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی خاص اونٹنی ہے اب اسے کوئی نقصان نہ پہنچانا کہ اس کا وجود بھی عذاب الٰہی کو روکنے کا سبب ہے اگر یہ نہ رہی تو تم پر عذاب آ جائے گا اور تباہ

ہو جاؤ گے۔ تو ثابت ہوا کہ اگر اللہ کی اونٹنی کا وجود عذابِ الٰہی کو روکنے کا سبب ہے تو اللہ کے بندوں کے وجود یقیناً اس سے بہت زیادہ برکات کے حامل ہوتے ہیں مگر انھوں نے نہ مانا اس کی کونچیں کاٹ دیں اور اُسے ہلاک کر دیا۔ چنانچہ آپ نے انھیں اللہ کے حکم سے بتا دیا کہ اب تمھارے پاس صرف تین روز مہلت ہے اس کے بعد تم تباہ ہو جاؤ گے اور یہ ایسا وعدہ ہے جو ہرگز غلط ثابت نہ ہوگا۔

چنانچہ عذابِ الٰہی آپہنچا اور حضرت صالح علیہ السلام اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے اس سے بچا لئے گئے کہ انبیاءؑ و صلحاء کی معیت ہی عذاب سے حفاظت کا ذریعہ بنائی گئی ہے۔ چنانچہ ساری قوم ذلیل و رسوا ہو کر تباہ ہو رہی تھی، ان پر اللہ کی رحمت برس رہی تھی کہ اللہ کریم قادر ہے۔ ایک ہی فضا کو کافروں کے لئے عذاب کا اور اپنے بندوں کے لئے نویدِ رحمت کا سبب بنا دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بڑی طاقت والا اور بہت زبردست ہے۔

اور ظالموں کو تو ایک ہیبت ناک چیخ نے پکڑا کہ ان کے دل پھٹ گئے اور اگلے روز سب گھروں میں کفار اوندھے منہ پڑے تھے، کوئی نہیں بچا تھا جو ان کی لاشیں ہی سیدھی کرتا۔ ان کی آبادی یوں تباہ ہوئی جیسے کبھی آباد ہی نہ تھی۔ اے مخاطب! خوب اچھی طرح سُن لو کہ ثمود نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور کفر اختیار کیا تو ہمیشہ کے لئے برباد کر دیئے گئے اور لعنت کا شکار ہوئے۔

رکوع نمبر ۷ — آیات ۶۹ تا ۸۳ — وما من دآبۃ ۱۲ / ۷

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ إِبْرٰهِيمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ﴿٦٩﴾

اور ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لیکر آئے تو سلام کہا۔ انہوں نے بھی جواب میں سلام کہا۔ ابھی کچھ توقف نہیں ہوا تھا کہ ابراہیم ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے (۶۹)

69. And Our messengers came unto Abraham with good news. They said: Peace! He answered: Peace! and delayed not to bring a roasted calf.

فَلَمَّا رَآ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلٰى قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٠﴾

جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جاتے (یعنی وہ کھانا نہیں کھاتے) تو ان کو اجنبی سمجھ کر دل میں خوف کیا۔ فرشتوں نے کہا کہ خوف نہ کیجئے ہم قوم لوط کی طرف (ان کے ہلاک کرنے کو) بھیجے گئے ہیں (۷۰)

70. And when he saw their hands reached not to it, he mistrusted them and conceived a fear of them. They said: Fear not! Lo! we are sent unto the folk of Lot.

وَامْرَأَتُهُ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِإِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ إِسْحٰقَ يَعْقُوبَ ﴿٧١﴾

اور ابراہیم کی بیوی (جو پاس) کھڑی تھی ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی (۷۱)

71. And his wife, standing by, laughed when We gave her good tidings (of the birth) of Isaac, and, after Isaac, of Jacob.

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا
بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾

اُس نے کہا اے ہے میرے بچہ ہوگا؟ میں تو بڑھیا ہوں اور
یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے (۷۲)

72. She said: Oh, woe is me! Shall I bear a child when I am an old woman, and this my husband is an old man? Lo! this is a strange thing!

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ
وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾

انہوں نے کہا کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو؟ اے
اہل بیت تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں وہ سزاوار تعریف
اور بزرگوار ہے (۷۳)

73. They said: Wonderest thou at the commandment of Allah? The mercy of Allah and His blessings be upon you, O people of the house! Lo! He is Owner of Praise, Owner of Glory!

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ
الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

جب ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور ان کو خوشخبری بھی مل گئی
تو قوم لوط کے بارے میں لگے ہم سے بحث کرنے (۷۴)

74. And when the awe departed from Abraham, and the glad news reached him, he pleaded with Us on behalf of the folk of Lot.

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

بےشک ابراہیم بڑے تحمل والے نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے (۷۵)

75. Lo! Abraham was mild, imploring, penitent.

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ
جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ
غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾

اے ابراہیم اس بات کو جانے دو تمہارے پروردگار کا حکم
آپہنچا ہے اور ان لوگوں پر عذاب آنے والا ہے جو کبھی
نہیں ٹلنے کا (۷۶)

76. (It was said) O Abraham! Forsake this! Lo! thy Lord's commandment hath gone forth, and lo! there cometh unto them a doom which cannot be repelled.

وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْۗءَ بِهِمْ وَ
ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ
عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾

اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ ان (کے آنے)
سے غمناک اور تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن
بڑی مشکل کا دن ہے (۷۷)

77. And when Our messengers came unto Lot, he was distressed and knew not how to protect them. He said: This is a distressful day.

وَجَاۗءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ
قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ
يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ
مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾

اور لوط کی قوم کے لوگ ان کے پاس بے تحاشا دوڑتے ہوئے
آئے اور یہ لوگ پہلے ہی سے فعل شنیع کیا کرتے تھے۔ (لوط نے)
کہا کہ اے قوم یہ (جو) میری (قوم کی) لڑکیاں ہیں یہ تمہارے لئے
(جائز اور) پاک ہیں تو خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں (کے بارے) میں
میری آبرو نہ کھوؤ۔ کیا تم میں کوئی بھی شائستہ آدمی نہیں؟ (۷۸)

78. And his people came unto him, running towards him—and before then they used to commit abominations—He said: O my people! Here are my daughters! They are purer for you. Beware of Allah, and degrade me not in (the presence of) my guests. Is there not among you any upright man?

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ
حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾

وہ بولے تم کو معلوم ہے کہ تمہاری (قوم کی) بیٹیوں کی ہمیں کچھ
حاجت نہیں۔ اور جو ہماری غرض ہے اسے تم (خوب) جانتے ہو (۷۹)

79. They said: Well thou knowest that we have no right to thy daughters, and well thou knowest what we want.

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى
رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾

(لوط نے) کہا اے کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی
یا کسی مضبوط قلعے میں پناہ پکڑ سکتا (۸۰)

80. He said: Would that I had strength to resist you or had some strong support (among you)!

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا
اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ
وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ
اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ
الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾

فرشتوں نے کہا کہ لوط ہم تمہارے پروردگار کے فرشتے ہیں یہ لوگ
ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے تو کچھ رات رہے سے اپنے
گھر والوں کو لے کر چل دو اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے پھر کر نہ
دیکھے مگر تمہاری بیوی کہ جو آفت ان پر پڑنے والی ہے وہی اس پر
پڑے گی ان کے (عذاب کے) وعدے کا وقت صبح ہے اور کیا صبح کچھ دور ہے؟ (۸۱)

81. (The messengers) said: O Lot! Lo! we are messengers of thy Lord; they shall not reach thee. So travel with thy people in a part of the night, and let not one of you turn round—(all) save thy wife. Lo! that which smiteth them will smite her (also). Lo! their tryst is (for) the morning. Is not the morning nigh?

فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۥ

تو جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کو (الٹ کر) نیچے اوپر کردیا۔
اور ان پر پتھر کی تہہ بہ تہہ (یعنی پے در پے) کنکریاں

82. So when Our commandment came to pass We overthrew (that township) and

rained upon it stones of clay, one after another.

83. Marked with fire in the providence of thy Lord (for the destruction of the wicked). And they are never far from the wrong-doers.

برسائیں (۸۲)

جن پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان کیے ہوئے تھے۔

اور وہ (بستی ان) ظالموں سے کچھ دور نہیں (۸۳)

مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۗ وَمَا هِيَ مِنَ

الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾

اسرار و معارف

اعمال و کردار اور ان پر مرتب ہونے والے نتائج کا یہ فرق اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے کہ جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنے فرشتے بھیجے کہ انھیں اولاد کی خوشخبری دیں، وہی فرشتے جو اُن کے لئے نویدِ مسرت لاتے تھے قومِ لوطؑ پر تباہی لانے کے لئے بھی مامور تھے جو اُن سے صرف دس بارہ میل پر آباد تھی۔ یہ فرشتے انسانی شکل میں پہنچے تو ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا کوئی مہمان آگئے ہیں۔ جب انھوں نے سلام کیا اور آپؑ نے سلام کا جواب دیا انھیں بٹھایا اور فوراً ایک بچھڑا تل کر لے آئے چونکہ آپؑ کے ہاں گائے بیل تھے تو ایک موٹا تازہ بچھڑا کاٹ کر پکا کر حاضر کر دیا۔

سلام اور جواب

یہاں ظاہر ہے کہ ہر قوم میں ملاقات کے وقت چند خوشگوار کلمات کا تبادلہ تو ہوتا ہے جیسے اسلام نے ہر دور میں سلامتی کی دعا اور جواب دُعا کے طور پر مقرر کیا ہے۔ ایسے ہی نبی اکرم ﷺ کے طفیل بھی عطا ہوا ہے کہ السّلام علیکم اور جواب میں وعلیکم السّلام ورحمۃ اللّٰہ کہا جائے یہ نہ صرف دعا ہے بلکہ ملنے والے ایک دوسرے کو اپنے سے سلامتی کی ضمانت بھی دیتے ہیں کہ مجھ سے تمہیں نقصان کا اندیشہ نہ ہونا چاہیئے اور دوسرے آدابِ مہمان داری میں ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق مہمان کی تواضع کرنا سنتِ انبیاءؑ ہے بغیر کسی تکلّف میں پڑے جو کچھ ممکن ہو اچھی طرح سے حاضر کر دے۔

اطلاع من الغیب

اور یہ عقدہ بھی کھُلا کہ انبیاءؑ اپنے علم کی وسعت کے باوجود ہر آن اللہ کے دربار میں ہی امیدوارِ کرم رہتے ہیں اور وہی جانتے ہیں جو وہ بتاتا ہے کہ فرشتے تھے انھوں نے کھانا تو نہ کھانا تھا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام پہچان نہ سکے اور انسان سمجھ کر تواضع کی لیکن جب انھوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تو آپ گھبرا گئے کہ عرب اور فلسطین کا دستور تھا کہ دشمن کا کھانا نہ کھاتے تھے

آپ نے سمجھا کہ شاید کوئی دشمن ہوں مگر فرشتوں نے عرض کیا کہ ہم تو اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور اللہ نے قومِ لوطؑ کو تباہ کرنے کے لئے بھیجا ہے تو ان کی بیوی ہنس دیں۔ غالباً اسی بات سے کہ کس قدر جلدی فرمائی، بچھڑا ذبح کیا، مجھ سے پکوایا اور اب پتہ چلا کہ یہ تو فرشتے ہیں، انہیں کھانے پینے سے غرض نہیں۔ تو انھوں نے اس نیک بخت خاتون کو اسحٰق علیہ السلام اور پھر ان کی اولاد میں یعقوب علیہ السلام کے ہونے کی خوشخبری دی، یعنی علومِ غیبیہ پر اللہ کی طرف سے مطلع فرما دیا تو وہ بہت حیران ہوئیں کہ عمر رسیدہ تھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بوڑھے ہو چکے تھے تو فرمانے لگیں، اب میری اولاد ہو گی؟ اِس عمر میں؟ جس میں تو عادتاً بھی خواتین اولاد کے قابل نہیں رہتیں اور پھر یہ میرے شوہر، یہ بھی تو بوڑھے ہو چکے ہیں اور اب ہم لوگ اولاد کے قابل کہاں، یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔ تو فرشتوں نے عرض کیا: اللہ کے کاموں میں کیا تعجب؟ وہ تو اسباب کا محتاج نہیں بلکہ خود اسباب بھی اس کی ذات کے محتاج ہیں اور پھر آپ کی عمر تو خاندانِ نبوت میں بسر ہوئی کس قدر عجائبات آپ نے زندگی بھر دیکھے اور کتنے انقلاب آپ کی نگاہوں کے سامنے گزر گئے کہ اسباب خلاف تھے مگر نتیجہ حق میں نکلا۔ آگ گلزار بن گئی، حکمرانوں کو منہ کی کھانا پڑی اور بے گھر ہو کر نکلے تو گھر نصیب ہو گیا بلکہ ساری انسانیت کے لئے اللہ کا گھر بنائیں گے لہٰذا آپ کو حیرت کرنے کی ضرورت نہیں کہ اللہ جو چاہے اور جب چاہے اپنی رحمت کے اظہار کا سبب بنا دے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

تو جب ابراہیم علیہ السلام سے یہ خطرہ دُور ہوا کہ دشمن نہیں بلکہ اللہ کے فرشتے ہیں اور بڑھاپے میں اولاد اور اپنے بچوّں کے نبی ہونے کی خبر سُنی تو بہت مسرور ہوئے مگر آپ بہت ہی حلیم الطبع اور نرم دل تھے، اب قومِ لوطؑ کی سفارش فرمانے لگے کہ اگر ہو سکے تو یہ تباہی سے بچ جائیں اور اس پر اس قدر اصرار فرمایا کہ اللہ کریم فرماتے ہیں، یجادلنا فی قوم لوط کہ ابراہیمؑ تو قومِ لوطؑ کے حق میں ہم سے جھگڑنے لگے۔ سبحان اللہ! کس طرح اپنے بندوں کے ناز اٹھاتا ہے۔ بات ہی میں کس قدر لطف ہے۔

فرمایا، اے میرے خلیل! اے ابراہیمؑ! اب یہ بات بعد از وقت ہے۔ اب ان کے تائب ہونے کی اُمید نہ رکھیں کہ ان کی بدکاری کے باعث ان پر اللہ کا فیصلہ نافذ ہو چکا اور اب ان پر ایسا عذاب آئے گا جسے کوئی لوٹا نہیں سکتا۔ تباہی ان کا مقدر بن چکی ہے۔ قومِ لوطؑ ہی وہ پہلی قوم تھی جس نے ہم جنسی کی عادتِ بد جاری کی

اور اس فعلِ شنیع کا نام ہی لواطت پڑ گیا۔ اس میں اس قدر بے حیا ہو چکے تھے کہ بستی میں آنے والے مسافر بھی ان کی آوارگی سے محفوظ نہ رہتے۔ اللہ کریم نے فرشتوں کو خوبصورت نوعمر لڑکوں کی شکل میں وہاں بھیجا۔ جب وہ لوط علیہ السلام کے گھر گئے تو انھوں نے بھی مہمان ہی سمجھا اور بہت گھبرائے کہ یہ لوگ تو انھیں معاف نہ کریں گے اور یہ بہت بُری بات ہے کہ مہمان میرے گھر آئے اور اس کی یوں توہین ہو۔ ساتھ مصیبت یہ تھی کہ ان کی بیوی بھی غیر مسلموں سے رابطہ رکھتی تھی اور آپؑ کی نبوت پر ایمان نہ لائی تھی۔ چنانچہ اس نے لوگوں کو خبر کر دی کہ آج ہمارے ہاں بہت خوبصورت لڑکے مہمان ہیں تو لوگ چڑھ دوڑے کہ وہ تو اس بے حیائی کے عادی ہو چکے تھے اور یہ ان کے قومی کردار کا حصّہ بن چکی تھی اور جو بھی بدعادت پوری قوم کا وطیرہ بن جائے پھر اس پر لوگ جھجک محسوس نہیں کرتے۔ چنانچہ وہ آ کر آپ سے مطالبہ کرنے لگے کہ یہ لڑکے ہمارے سپرد کریں۔

خواتین بھی تماشا دیکھنے جمع ہو گئیں تو آپ نے فرمایا کہ قوم کی یہ لڑکیاں جو میری بیٹیاں ہیں اور تمھاری منکوحہ جب اللہ نے تم پر انھیں حلال کر دیا اور تمھارے لئے ان کو جائز قرار دیا تو پھر تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ کچھ خوفِ خدا کرو اور مجھے میرے مہمانوں کے سامنے شرمندہ نہ کرو اور میری توہین کر کے میرے مہمانوں کو پریشان کر کے مجھے دُکھ نہ دو۔ وہ کہنے لگے کہ ہمیں تو عورت میں کوئی دلچسپی ہی نہیں اور آپ کو بھی اس کا بخوبی علم ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں تو آپ ہمارا راستہ نہ روکیں ورنہ ہم زبردستی کریں گے۔

انھیں بہت دُکھ پہنچا، فرمانے لگے، کاش! میں تمھارے ساتھ لڑ سکتا۔ کاش! آج میرے ساتھ بھی میری قوم یا متبعین کی جماعت ہوتی تو میں ظلم کو روکنے اور مٹانے کے لئے میدان میں تمھیں جواب دیتا۔ تو آپ کا یہ اضطراب دیکھ کر فرشتوں نے عرض کیا، اللہ اپنے بندوں کو رُسوا نہیں ہونے دیتا ہم ہی آپ کی جماعت ہیں اور آپ بے فکر ہو کر درمیان سے ہٹ جائیں، اب یہ آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے بلکہ آپ تیاری کریں، اور اپنے سارے متبعین کو لے کر رات کو آبادی سے نکل جائیں سوائے آپ کی اہلیہ کے جو بیوی ہونے کے باوجود ایمان نہیں رکھتی لہٰذا جو قوم جیسا عقیدہ رکھتی ہے انہی کے ساتھ نتائج بھی بھگتے گی اور ذرا رات ڈھلتی دیکھیں کہ ان پر صبح کیسے اور کس حال میں طلوع ہوتی ہے کیا صبح قریب نہیں؟ یعنی رات بھر آخر کتنا وقت ہوتا ہے اور صُبح تو ہونے والی ہے۔

چنانچہ ان پر عذاب وارد ہوا اور اوپر کی طرف کو پلٹ کر نیچے کر دیا گیا یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کی بستیاں جو چار بڑے بڑے شہروں پہ مشتمل تھیں، زمین سمیت اکھیڑ لیں اٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے اور وہاں سے اُلٹ دیا اور ان پر خاص قسم کے پتھر برسائے گئے جس نے ساری زمین سمیت ہر شے کو کچل دیا ایسے پتھر جو انہی کے نام پر نشان کردہ تھے جن کے خطا جانے کا بھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ قانونِ الٰہی ہے کہ کفار اور ظالموں سے عذابِ الٰہی کبھی دُور نہیں ہوتا ۔ جیسا کسی کا عمل ہوتا ہے ویسی ہی اس پر عذاب کی صورت مرتب ہو جاتی ہے لہٰذا اب بھی کفر اور ظلم اختیار کرنے والوں کو خود کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھنا چاہیئے ۔

رکوع نمبر ۸ — آیات ۸۴ تا ۹۵ — وما من دآبة ۱۲ / ۸

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
غَيْرُهٗ ۭ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ
اِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۸۴
وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا
فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۸۵
بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ڬ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۸۶
قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ
نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ
فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ
الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۸۷
قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ
مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ
وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ

اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو انہوں نے
کہا کہ اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی
معبود نہیں۔ اور ماپ اور تول میں کمی نہ کیا کرو میں تو تم کو
آسودہ حال دیکھتا ہوں اور (اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو) مجھے
تمہارے بارے میں ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تمکو گھیر کر رہیگا ۸۴
اور قوم! ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا
کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں
خرابی کرتے نہ پھرو ۸۵
اگر تم کو (میرے کہنے کا) یقین ہو تو خدا کا دیا ہوا نفع ہی تمہارے
لئے بہتر ہے اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں ۸۶
انہوں نے کہا شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے
کہ جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں ہم ان کو ترک کر دیں
یا اپنے مال میں تصرف کرنا چاہیں تو نہ کریں تم تو بڑے
نرم دل اور راست باز ہو ۸۷
انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف
سے دلیل روشن پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے نیک
روزی دی ہو (تو کیا میں ان کے خلاف کرونگا؟) اور میں نہیں چاہتا کہ جس امر سے

84. And unto Midian (We sent) their brother Shu'eyb. He said: O my people! Serve Allah. Ye have no other God save Him! And give not short measure and short weight. Lo! I see you well-to-do, and lo! I fear for you the doom of a besetting Day.

85. O my people! Give full measure and full weight in justice, and wrong not people in respect of their goods. And do not evil in the earth, causing corruption.

86. That which Allah leaveth with you is better for you if ye are believers; and I am not a keeper over you.

87. They said: O Shu'eyb! Doth thy way of prayer command thee that we should forsake that which our fathers (used to) worship, or that we (should leave off) doing what we will with our own property? Lo! thou art the mild, the guide to right behaviour.

88. He said: O my people! Bethink you: if I am (acting) on a clear proof from my Lord and He sustaineth me with fair sustenance from Him (how can I concede aught to you)? I

أَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿٨٨﴾

ہیں نہیں منع کروں خود اسکو کرنے لگوں میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے (تمہارے معاملات کی) اصلاح چاہتا ہوں اور (اس بارے میں) مجھے توفیق کا ملنا خدا ہی (کے فضل) سے ہے۔ میں اُسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (۸۸)

desire not to do behind your backs that which I ask you not to do. I desire naught save reform so far as I am able. My welfare is only in Allah. In Him I trust and unto Him I turn (repentant).

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ أَنْ يُّصِيبَكُمْ مِّثْلُ مَآ أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيدٍ ﴿٨٩﴾

اور اے قوم! میری مخالفت تم سے کوئی ایسا کام نہ کرا دے کہ جیسی مصیبت نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر واقع ہوئی تھی ویسی ہی مصیبت تم پر واقع ہو اور لوط کی قوم (کا زمانہ تو) تم سے کچھ دور نہیں (۸۹)

89. And, O my people! Let not the schism with me cause you to sin so that there befall you that which befell the folk of Noah and the folk of Hûd, and the folk of Ṣâliḥ; and the folk of Lot are not far off from you.

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوٓا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَّدُودٌ ﴿٩٠﴾

اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اُسکے آگے توبہ کرو۔ بیشک میرا پروردگار رحم والا (اور) محبت والا ہے (۹۰)

90. Ask pardon of your Lord and then turn unto Him (repentant). Lo! my Lord is Merciful, Loving.

قَالُوا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرٰىكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۖ وَمَآ أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾

انہوں نے کہا کہ شعیب تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہم میں کمزور بھی ہو اور اگر تمہارے بھائی نہ ہوتے تو ہم تمکو سنگسار کر دیتے اور تم ہم پر (کسی طرح بھی) غالب نہیں ہو (۹۱)

91. They said: O Shu'eyb! We understand not much of that thou tellest, and lo! we do behold thee weak among us. But for thy family, we should have stoned thee, for thou art not strong against us.

قَالَ يٰقَوْمِ أَرَهْطِيٓ أَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٩٢﴾

اُنہوں نے کہا کہ قوم! کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر خدا سے زیادہ ہے؟ اور اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے۔ میرا پروردگار تو تمہارے سب اعمال پر احاطہ کئے ہوئے ہے (۹۲)

92. He said: O my people! Is my family more to be honoured by you than Allah? And ye put Him behind you, neglected! Lo! my Lord surroundeth what ye do.

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۙ مَنْ يَّأْتِيهِ عَذَابٌ يُّخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوٓا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾

اور برادران ملت! تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ میں (اپنی جگہ) کام کئے جاتا ہوں تم کو عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ رسوا کرنیوالا عذاب کس پر آتا ہے اور جھوٹا کون ہے؟ اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۹۳)

93. And, O my people! Act according to your power; lo, I (too) am acting. Ye will soon know on whom there cometh a doom that will abase him, and who it is that lieth. And watch! Lo! I am a watcher with you.

وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جٰثِمِينَ ﴿٩٤﴾

اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو لوگ اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے اُن کو تو اپنی رحمت سے بچا لیا اور جو ظالم تھے اُن کو چنگھاڑ نے آدبوچا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۹۴)

94. And when Our commandment came to pass We saved Shu'eyb and those who believed with him by a mercy from Us; and the (Awful) Cry seized those who did injustice, and morning found them prostrate in their dwellings;

كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾ ع

گویا اُن میں کبھی بسے ہی نہ تھے سُن رکھو کہ مدین پر (ویسی ہی) پھٹکار ہے جیسی ثمود پر پھٹکار تھی (۹۵)

95. As though they had not dwelt there. A far removal for Midian, even as Thamûd had been removed afar!

اسرار و معارف

شعیب علیہ السلام کی قوم کا حال بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ مدین جو ملک شام کا مشہور شہر تھا اس

کے رہنے والوں کی طرف ان ہی میں سے شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ۔ یہ لوگ شجر پرستی میں مبتلا تھے اور مختلف درختوں کی پوجا کرتے تھے جیسے ہندومت میں آج بھی یہ بات پائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ان کا لین دین بھی ہندوؤں جیسا تھا، ڈنڈی مارنے سے نہ چوکتے، ناپ تول میں کمی کر دیتے ۔ سونے کے سکوں میں سے تھوڑا بہت سونا کاٹ لیتے اور سکہ پوری قیمت پر چلتا کر دیتے ۔

ناپ تول میں کمی

چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی اور فرمایا، اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ۔ لہٰذا صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرو اور ناپ تول میں کمی کرنا چھوڑ دو کہ دیکھو تم کس قدر خوشحال ہو، اللہ کی دی ہوئی نعمتیں مال و دولت تمہارے پاس بہت ہیں اور یہ ناپ تول میں کمی یا دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا ایسا جرم ہے جس سے نعمتوں کو زوال آ جاتا ہے اور کفر و شرک تباہی لاتا ہے تو خطرہ اس بات کا ہے کہ تم دنیا و آخرت کے تباہ کن عذاب میں پھنس کر تباہ ہو جاؤ گے ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ناپ تول میں کمی کرنے والوں پر قحط اور گرانی کا عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے اور علماء کے نزدیک کسی دوسرے کا حق روکنا یا جو حق اپنے ذمہ ہو ادا نہ کرنا بھی ایسا ہی جرم ہے جیسے تنخواہ پا کر ڈیوٹی پوری نہ کرنا یا دفتر کے لوگ ڈاکٹر اور کاروباری ادارے اپنے فرائض میں کوتاہی کرنے لگیں تو یہ سب ناپ تول میں کمی ہے اور اس پر گرانی کا عذاب نازل ہوتا ہے ۔ لہٰذا گرانی کے عفریت سے نجات کا راستہ دیانتداری سے فرائض منصبی کی ادائیگی اور ناپ تول میں کمی نہ کرنا ہے ۔ جبکہ لوگ اس میں تو مبتلا ہیں اور گرانی سے نجات کے دوسرے طریقے تلاش کرتے پھر رہے ہیں ۔

فرمایا کہ ناپ تول پورا کرو اور کسی کا حق نہ مارو کہ یہ اتنا بڑا جرم ہے جس سے پوری دنیا میں فساد پھیلتا ہے جیسے بدنِ انسانی میں دورانِ خون دل سے جاری ہو کر ہر ذرۂ بدن تک اس کے حق کے مطابق پہنچتا ہے لیکن اگر کسی جگہ رک جائے یا روک دیا جائے تو اس سے آگے کا حصہ تباہ ہونے لگتا ہے اور وہ چونکہ بدن ہی کا حصہ ہوتا ہے لہٰذا سارے بدن کو تکلیف ہوتی ہے اور جب خود دل ہی کی کوئی نس بند ہو جاتی ہے تو فوراً موت واقع ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح اگر کسی بھی انسان سے اس کا حق روک دیا جائے ، خواہ ناپ تول اور لین دین میں کمی کر کے یا فرائضِ منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی کر کے تو پوری قوم مبتلائے عذاب

ہو جاتی ہے جس کا مشاہدہ ہم لوگ کر رہے ہیں مگر دلائے ہے ایسے دانشوروں پر جو پھر بھی کبھی مغربی جمہوریت میں پناہ کے طالب ہیں اور کبھی سوشلزم میں، جبکہ ایک حسین دھوکا ہے تو دوسرا نظامِ جبر و استبداد کی آخری اور بھیانک شکل۔ اے کاش! انھیں اسلام کے یہ سنہرے اور آفاقی اصول نظر آتے۔

فرمایا کہ اس کفر و شرک اور بددیانتی کے باوجود تم خود کو ایماندار جانتے ہو اور حق پر سمجھتے ہو۔ اور ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنے حق پہ اکتفا کی جائے اور اللہ کی طرف سے جو نصیب ہو حلال اور جائز ذرائع سے اس پہ قناعت کی جائے کہ وہی بہترین نعمت ہے۔ جب اس میں دوسروں کے حقوق ملنا شروع ہوتے ہیں تو وہ عذاب بن جاتی ہے۔ اور اگر تم باز نہ آئے تو میں بھی تمھاری کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔ نہ تم سے زبردستی منوا سکتا ہوں اور نہ پھر تمھیں بچا سکوں گا۔ تو انھوں نے آپ کی پرہیزگاری اور نماز کا طعنہ دیا جیسے آج بھی بعض بدبخت یہی طعنہ دیتے ہیں کہ کیا آپ کی عبادت آپ کو یہی سکھاتی ہے کہ ہم باپ دادا کا مذہب بھی چھوڑ دیں اور اپنے مال میں آپ سے پوچھ کر تصرّف کریں، اس پر اپنی مرضی لاگو نہیں کر سکتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام چونکہ بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے تو اُنہیں اسی کا طعنہ دیا۔ نیز اُن کا خیال تھا کہ عبادت الگ چیز ہے اور معاملات الگ، جیسے آج بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نمازیں پڑھیں، آپ کو سیاسیات اور کاروبارِ حیات سے کیا واسطہ۔ مگر یاد رہے ایمان کے بعد سب سے اہم بات معاملات کی ہے پھر ذاتی عبادت کی۔

ذاتی کردار

مگر وہ کہنے لگے کہ آپ کس قدر شریف، بُردبار اور نیکوکار انسان ہیں بھلا آپ کو دوسروں کی خرابیوں میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کا بچپن، جوانی، ہر دور خوبصورت اور معاشرے سے الگ اور نتھرا ہوا ہوتا ہے لہٰذا کفار بھی ان کی ذاتی شرافت کے معترف ہوتے ہیں لہٰذا مصلحین اور مشائخ کو چاہیئے کہ ذاتی کردار کو مثالی بنائیں کہ تبلیغ میں اس کا بہت اثر ہے۔

انھوں نے فرمایا کہ لوگو! میں جس کام سے تمھیں روک رہا ہوں خود بھی تو اس کے قریب نہیں جاتا، ایسی تو کوئی بات نہیں کہ تمھیں روک کر خود اس طریقے سے دولت جمع کرنا چاہتا ہوں اور یہ بھی تمھارے سامنے ہے کہ اللہ نے مجھے بہترین رزق دیا ہے۔ مال و منال بھی، عقل و دانش بھی، علم بھی اور نورِ نبوّت بھی۔ اور میرے پاس معجزات کی روشن دلیل بھی ہے اور میری تمنّا صرف تم لوگوں کی اصلاح ہے کہ تمھیں دنیا میں

بھی عزّت و وقار نصیب ہو اور آخرت میں بھی راحت و سکون ملے۔ تو تمھارے بھلے کا دو عالم میں طلب گار ہوں۔ ہاں! جو میری استطاعت میں ہے وہ تو میَں ضرور کروں گا تم مِنّت سے بھی اور زبردستی بھی مجھے روک نہیں سکتے ہاں! میرا ذاتی کچھ بھی تو نہیں۔ بس اللہ ربّ العزّت ہی کی عطا کردہ طاقت و قوت ہے جو میَں اس کی اطاعت پہ صَرف کرتا رہوں گا۔ اسی کی ذات پر مجھے بھروسہ بھی ہے اور اُسی کی طرف میرے قلب کا رجوع بھی۔ انابت دل کا وہ خفیہ ترین فیصلہ ہے جو وہ کسی کے ساتھ رہنے کا کرتا ہے تو پوری عملی زندگی اس حال میں ڈھل جاتی ہے۔

انبیاءؑ و صالحین کی دشمنی عذابِ الٰہی کا سبب بنتی ہے

فرمایا: لوگو! محض میری مخالفت کرنے کے لیے اُلٹے کاموں پہ نہ جم جانا۔ ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی ویسے ہی عذاب نازل ہوں جیسے نوح علیہ السلام یا ہُود علیہ السلام یا صالح علیہ السلام کی قوم پر نازل ہوئے اور لوط علیہ السلام کی قوم تو تم سے زیادہ پہلے نہیں گزری۔ ان کی حالت ہی دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور برائی سے باز آجاؤ۔ نیز صلحاء کی مخالفت میں برائی پہ جمے رہنا محض انھیں ناکام کرنے کے لیے یا تنگ کرنے کے لیے تو یہ عذابِ الٰہی کو دعوت دینے والی بات ہے۔

اور اللہ سے بخشش طلب کرو، خلوصِ دل سے استغفار کرو۔ نیز آئندہ یہ جرم نہ کرنے کا پکا پکا عہد کرو تو اللہ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے اور اپنے بندوں سے بہت محبت رکھتا ہے وہ یقیناً تمھیں معاف بھی کردے گا اور آئندہ گناہ سے بچنے کی توفیق بھی عطا کردے گا۔ ذرا مانگ کر تو دیکھو، اس کے در پر آکر تو دیکھو، لیکن بات وہی ہے جو بارہا لکھی جاچکی کہ گناہ دِل سے سمجھ چھین لیتے ہیں اور دل گونگا، بہرا اور اندھا کردیتے ہیں بات پلّے ہی نہیں پڑتی۔ چنانچہ وہ بھی کہنے لگے: آپ کی بات ہمارے پلّے نہیں پڑتی اور ہمیں تو آپ کے پاس کوئی قوت و طاقت بھی نظر نہیں آتی، محض ایک کمزور سے انسان دکھائی پڑتے ہو۔ بس ذرا تمھارے قبیلے کا لحاظ ہے کہ جب ایک شہر میں رہنا ہے تو مِل جُل کر رہنا ہی مناسب ہے اور ناراضگی پیدا نہ کریں اگر یہ بات نہ ہوتی تو تمھیں سرِعام سنگسار کردیتے کہ ہمارے نزدیک تمھاری کوئی حیثیت نہیں۔

انھوں نے فرمایا: بدنصیبو! تمھیں اللہ کی عظمت کا خیال نہیں آتا میَں جس کا فرستادہ اور نبی ہوں اور میرے قبیلے کا لحاظ و پاس ہے اور یاد رکھو کہ میرا پروردگار تمھارے کرتوتوں سے پوری طرح باخبر بھی ہے اور

ان سب پر قدرتِ کاملہ بھی رکھتا ہے جب چاہے تمہیں اپنی گرفت میں لے سکتا ہے۔ اگر تمہارا یہی فیصلہ ہے تو جو کر رہے ہو کرتے رہو اور انتظار کرو کہ عنقریب بات واضح ہو جائے گی کہ کون عذابِ الٰہی کی گرفت میں آتا ہے اور ذلیل ہو کر تباہ ہوتا ہے اور یہی بات ثابت کر دے گی کہ کون جھوٹا ہے تم بھی اس وقت کا انتظار کرو اور میں بھی اسی کا انتظار کرتا ہوں۔

چنانچہ عذابِ الٰہی ان پر نازل ہوا اور وہی کچھ ہوا کہ ظالموں پر عذاب نازل ہو رہا تھا تو اللہ کے نبی اور اس کے ماننے والوں پہ رحمت نچھاور ہو رہی تھی چنانچہ شعیب علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ نے اپنی خاص رحمت سے بچا لیا اور باقی سب پر ایک سخت چنگھاڑ پڑی کہ کوئی ذی روح بچ سکا نہ کسی کا ٹھکانہ۔ ہر شے تہ و بالا ہو گئی اور یوں تباہ ہوئے کہ آبادی ویرانہ نظر آتی تھی جیسے یہاں کبھی کوئی رہا ہی نہ ہو۔ تو لوگو! سن لو کہ مدین پر بھی ایسے ہی پھٹکار پڑی جیسے ثمود پر پڑ چکی تھی۔

رکوع نمبر ۹ — آیات ۹۶ تا ۱۰۹ — وما من دآبۃ ۱۲ / ۹

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور دلیل روشن دے کر بھیجا ﴿۹۶﴾

96. And verily We sent Moses with Our revelations and a clear warrant,

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾

(یعنی) فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف تو وہ فرعون ہی کے حکم پر چلے۔ اور فرعون کا حکم درست نہیں تھا ﴿۹۷﴾

97. Unto Pharaoh and his chiefs, but they did follow the command of Pharaoh, and the command of Pharaoh was no right guide.

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۗ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾

وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے چلیگا اور انکو دوزخ میں جا اتاریگا۔ اور جس مقام پر وہ اتارے جائینگے وہ برا ہے ﴿۹۸﴾

98. He will go before his people on the Day of Resurrection and will lead them to the Fire for watering-place. Ah, hapless is the watering-place (whither they are) led.

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

اور اس جہان میں بھی لعنت انکے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی (پیچھے لگی رہے گی)۔ جو انعام ان کو ملا ہے برا ہے ﴿۹۹﴾

99. A curse is made to follow them in the world and on the Day of Resurrection. Hapless is the gift (that will be) given (them).

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾

یہ (پرانی) بستیوں کے تھوڑے سے حالات ہیں جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو باقی ہیں اور بعض کا تہس نہس ہو گیا ﴿۱۰۰﴾

100. That is (something) of the tidings of the townships[5] (which were destroyed of old). We relate it unto thee (Muhammad). Some of them are standing and some (already) reaped.

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۗ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾

اور ہم نے ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا غرض جب تمہارے پروردگار کا حکم آ پہنچا تو جن معبودوں کو وہ خدا کے سوا پکارا کرتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور تباہ کرنے کے سوا انکے حق میں اور کچھ نہ کر سکے ﴿۱۰۱﴾

101. We wronged them not, but they did wrong themselves; and their gods on whom they call beside Allah availed them naught when came thy Lord's command; they added to them naught save ruin.

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۗ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾

اور تمہارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اسکی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے۔ بیشک اسکی پکڑ دکھ دینے والی اور سخت ہے ﴿۱۰۲﴾

102. Even thus is the grasp of thy Lord when he graspeth the townships[6] while they are doing wrong. Lo! His grasp is painful, very strong.

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ
الْآخِرَةِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ
وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ﴿١٠٣﴾
وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ﴿١٠٤﴾
يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ
فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ﴿١٠٥﴾
فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا
زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴿١٠٦﴾
خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ
إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا
يُرِيدُ ﴿١٠٧﴾
وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ
فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا
مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿١٠٨﴾
فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَٰؤُلَاءِ ۚ
مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُم
مِّن قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ
غَيْرَ مَنقُوصٍ ﴿١٠٩﴾ ع

ان (قصوں) میں اس شخص کے لئے جو عذابِ آخرت سے
ڈرے عبرت ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں سب اکٹھے کئے جائینگے
اور یہی وہ دن ہوگا جس میں سب (خدا کے روبرو) حاضر کئے جائینگے ﴿۱۰۳﴾
اور ہم اسکے لانے میں ایک وقتِ معین تک تاخیر کر رہے ہیں ﴿۱۰۴﴾
جس روز وہ آجائے گا تو کوئی متنفس خدا کے حکم کے بغیر بول بھی
نہیں سکیگا۔ پھر ان میں سے کچھ بدبخت ہونگے اور کچھ نیک بخت ﴿۱۰۵﴾
تو جو بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں (ڈال دیئے جائینگے)
اُس میں اُن کو چلّانا اور دھاڑنا ہوگا ﴿۱۰۶﴾
(اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اُسی میں رہیں گے۔
مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بیشک تمہارا پروردگار
جو چاہتا ہے کر دیتا ہے ﴿۱۰۷﴾
اور جو نیک بخت ہونگے وہ بہشت میں (داخل کئے جائینگے اور) جب تک
آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار
چاہے یہ (خدا کی) بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی ﴿۱۰۸﴾
تو یہ لوگ جو (غیرِ خدا کی) پرستش کرتے ہیں۔ اس سے تم خلجان
میں نہ پڑنا۔ یہ اسی طرح (پرستش کرتے ہیں جس طرح پہلے سے انکے
باپ دادا پرستش کرتے آئے ہیں۔ اور ہم ان کو ان کا حصہ
پورا پورا بلا کم و کاست دینے والے ہیں ﴿۱۰۹﴾

103. Lo! herein verily there is a portent for those who fear the doom of the Hereafter. That is a day unto which mankind will be gathered, and that is a day that will be witnessed.

104. And We defer it only as a term already reckoned.

105. On the Day when it cometh no soul will speak except by His permission; some among them will be wretched, (others) glad.

106. As for those who will be wretched (on that Day) they will be in the Fire; sighing and wailing will be their portion therein.

107. Abiding there so long as the heavens and the earth endure save for that which thy Lord willeth. Lo! thy Lord is Doer of what He will.

108. And as for those who will be glad (that day) they will be in the Garden, abiding there so long as the heavens and the earth endure save for that which thy Lord willeth: a gift unfailing.

109. So be not thou in doubt concerning that which these (folk) worship. They worship only as their fathers worshipped aforetime. Lo! We shall pay them their whole due unabated.

اسرار و معارف

جہاں تک رحمتِ باری کا تعلق ہے تو دیکھو اللہ کتنا کریم ہے کہ فرعون جیسے ظالم جابر اور سخت ترین کافر کو بھی محروم نہ رکھا اور اس کے پاس بھی موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا کہ اگر وہ بھی باز آجائے مغفرت و بخشش کا طالب ہو، میری عظمت کا اقرار کرے تو میں اسے بھی معاف کردوں اور موسیٰ علیہ السلام کو یونہی نہیں بھیج دیا اپنی نشانیاں، اپنی کتاب اور اپنی بات دے کر بھیجا اور ساتھ عظیم الشان معجزات عطا فرمائے جنہوں نے فرعون کے سب جادوگروں کو عاجز کر دیا اور فرعون اور اس کے درباری امراء جو اس کی پوجا میں لگے تھے سب کو اپنی

طرف دعوت دی مگر نہ فرعون ہی باز آیا اور نہ اس کے امراء۔ ان بدبختوں نے بھی فرعون کا اتباع اختیار کیا حالانکہ فرعون کا فیصلہ بہت ہی بُرا تھا۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یوم حشر فرعون آگے ہوگا اور اس کے ماننے والے پیچھے۔ وہ سب کو لے کر جہنّم میں جا گھُسے گا جو بہت ہی اذیت ناک جگہ ہے اس دُنیا میں بھی ان کے حصّہ میں لعنت ہی آئی اور آخرت میں بھی پھٹکار ہی پڑی۔ کس قدر بُرا معاوضہ ہے جو انھوں نے پسند کیا اور کتنا ہیبت ناک انجام ہے جس کو وہ پہنچے۔

پیشوا اور پیروکار کی ذمّہ داری

یہاں یہ واضح ہوتا ہے کہ پیشرو کو، خواہ وہ پیر ہو یا عالم یا سربراہ و حکمران، پوری دیانتداری سے نبی اکرم ﷺ کا اتباع کرنا چاہیئے اور لوگوں کو اس راہ پہ چلانا چاہیئے ورنہ نہ صرف خود تباہ ہوگا، اپنے پیروکاروں کو بھی تباہ کر دے گا۔ اسی طرح پیروی کرنے والوں پہ بھی لازم ہے کہ پیر ہو یا حاکم، اس کی ذات یا ذاتی رائے کی پیروی نہ کریں بلکہ ان امور میں اس کا اتباع کریں جو شریعت کے اعتبار سے دُرست ہوں اور اگر پیشوا بھٹک جائے تو اسے چھوڑ دیں مگر شریعت کو نہ چھوڑیں ورنہ تباہی کا اندیشہ ہے اور یہ تباہی دنیا و آخرت دونوں کو برباد کر دیتی ہے۔ العیاذاً باللہ۔

اے حبیب (ﷺ)! یہ گزشتہ اقوام کے ایسے واقعات ہیں جن میں سے ہر ایک کے دامن میں ہزاروں عبرتیں ہیں۔ یہ ان شہروں اور آبادیوں کی اصل تاریخ ہے جن میں سے بعض کے مکین تباہ ہوئے مگر بستی تا حال موجود ہے جیسے مصر اور بعض بستیوں کے نشان تک مٹ گئے لیکن اللہ نے کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی نہ اس کی شان کو یہ زیب ہی دیتا ہے بلکہ یہ ان لوگوں کا اپنا انتخاب تھا، انھوں نے خود تباہی کا راستہ اختیار کر کے اپنے ساتھ ظلم کیا۔ اللہ نے تو اپنے رسول بھیج بھیج کر اپنی طرف بلایا، اپنے دامانِ رحمت کی طرف دعوت دی مگر انھوں نے تو خود مختلف بُت تراش رکھے تھے۔ کہیں پتھروں اور درختوں کے اور کہیں خواہشات و آرزوؤں کے۔ لیکن جب اللہ کا عذاب آیا جو ان کے کردار کا منطقی نتیجہ تھا تو ان کے بُت انھیں بچا نہ سکے۔ بچاتے تو کیا وہ تو ان پر عذاب لانے کا سبب بن گئے اور انہی کے باعث تو وہ لوگ تباہ ہوئے۔

پروردگار کی گرفت جب آتی ہے تو اسی طرح پوری شدت سے اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور ظالموں

کا ظلم انھیں اسی طرح عذابِ الٰہی میں گرفتار کرانے کا سبب بنتا ہے وہ عذاب جو بہت دردناک ہے اور بڑا سخت ہوتا ہے۔ ان واقعات و حالات میں بہت بڑا درسِ عبرت موجود ہے لیکن ایمان شرط ہے آخرت کا یقین شرط ہے، اس دن کی رُسوائی سے بچنے کی تمنّا شرط ہے جس دن اگلے پچھلے سب انسان ایک ہی میدان میں جمع ہوں گے اور جو سب کی پیشی کا دن ہو گا۔

اگر وہ ابھی واقع نہیں ہوا تو اس کا یہ معنٰی نہیں کہ وہ کبھی واقع نہ ہو گا۔ ہاں! یہ اللہ کی مرضی اور اس کی اپنی حکمت ہے کہ ایک خاص وقت تک اسے مؤخر کر دیا ہے مگر وہ اپنے مقررّہ وقت پر ضرور واقع ہو گا اور یہ بڑھ بڑھ کے باتیں بنانے والے اس کی ہیبت سے لرزاں و ترساں ہوں گے بغیر اجازت کسی کو لب ہلانے کی جرأت نہ ہو گی اور سب نیک و بد یا کافر و مومن اسی میدان میں جمع ہوں گے اور کفّار کا فیصلہ دوزخ میں جانے کا ہو گا جہاں ہمیشہ وہ چیختے چلاّتے رہیں گے اور جب تک ارض و سما ہوں گے یعنی وہ عالم قائم رہے گا وہ بوجہ کفر کے دوزخ ہی میں رہیں گے جہاں سے کبھی کوئی نہیں نکال سکتا سوائے اللہ کے کہ وہ مجبُور نہیں جو چاہے کر سکتا ہے نکال دے یا دوزخ ہی کو ختم کر دے تو اس کی قدرتِ کاملہ سے تو کچھ بعید نہیں مگر اس نے طے کر دیا اور بتا دیا کہ وہ خود اپنے اختیار سے ایسا نہیں کرے گا۔ لہٰذا جہنم بھی ہمیشہ رہے گا اور اس میں کافر کی چیخ پکار بھی۔ اے اللہ! سُوءِ خاتمہ سے اپنی پناہ میں رکھ! آمین۔

اور جو نیک ہوں گے جو ایمان لائے اور اطاعت اختیار کی اور سعادتمند ہوئے وہ جنّت میں داخل ہوں گے جہاں وہ اللہ کی مرضی اور پسند سے اور اس کے فیصلے کے مطابق ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کہ تیرے ربّ کی بخششوں کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ وہ جسے موج کراتا ہے پھر اسے موج ہی کرا دیتا ہے یہ لطف باتوں میں سمجھ آنے کا نہیں، چکھنے سے تعلق رکھتا ہے اور اے مخاطب! کفّار کی باتوں پہ نہ جانا، نہ ان کی گھڑی ہوئی خرافات کی پرواہ کرنا کہیں تجھے عظمتِ باری سے متعلق شک میں مبتلا نہ کر دیں کہ ان کی باتوں کی کوئی اصل نہیں محض ان کے جاہل باپ دادوں کے گھڑے ہوئے رواجات اور مشرکانہ رسومات ہیں اور عنقریب یہ سب اپنے انجام کو پہنچیں گے اور انھیں اس کردار کا عذاب بغیر کسی رعایت کے بھگتنا ہو گا۔

110. And We verily gave unto Moses the Scripture, and there was strife thereupon, and had it not been for a Word that had already gone forth from thy Lord, the case would have been judged between them and lo! they are in grave doubt concerning it.	اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور وہ تو اس سے قوی شبہے میں پڑے ہوئے ہیں ﴿١١٠﴾	وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾
111. And lo! unto each thy Lord will verily repay his works in full. Lo! He is Informed of what they do.	اور تمہارا پروردگار ان سب کو قیامت کے دن ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ بےشک جو عمل یہ کرتے ہیں وہ اس سے واقف ہے ﴿١١١﴾	وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١١﴾
112. So tread thou the straight path as thou art commanded, and those who turn (unto Allah) with thee, and transgress not. Lo! He is Seer of what ye do.	سو اے پیغمبر جیسا تم کو حکم ہوتا ہے اس پر تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں قائم رہو۔ اور حد سے تجاوز نہ کرنا۔ وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے ﴿١١٢﴾	فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٢﴾
113. And incline not toward those who do wrong lest the Fire touch you, and ye have no protecting friends against Allah, and afterward ye would not be helped.	اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہونا نہیں تو تمہیں دوزخ کی آگ آ لپٹے گی اور خدا کے سوا تمہارے اور دوست نہیں ہیں اگر تم ظالموں کی طرف مائل ہو گئے تو پھر تم کو کہیں سے مدد نہ مل سکے گی ﴿١١٣﴾	وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿١١٣﴾
114. Establish worship at the two ends of the day and in some watches of the night. Lo! good deeds annul ill deeds. This is a reminder for the mindful.	اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح اور شام کے اوقات میں) اور رات کی چند (پہلی) ساعات میں نماز پڑھا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ ان کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں ﴿١١٤﴾	وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۚ ﴿١١٤﴾
115. And have patience, (O Muhammad), for lo! Allah loseth not the wages of the good.	اور صبر کیے رہو کہ خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا ﴿١١٥﴾	وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٥﴾
116. If only there had been among the generations before you men possessing a remnant (of good sense) to warn (their people) from corruption in the earth, as did a few of those whom We saved from them! The wrong-doers followed that by which they were made sapless, and were guilty.	تو جو امتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں ان میں ایسے ہوشمند کیوں نہ ہوئے جو ملک میں خرابی کرنے سے روکتے ہاں (ایسے) تھوڑے سے تھے جن کو ہم نے ان میں سے مخلصی بخشی۔ اور جو ظالم تھے وہ انہی باتوں کے پیچھے لگے رہے جن میں عیش و آرام تھا اور وہ گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے ﴿١١٦﴾	فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿١١٦﴾
117. In truth thy Lord destroyed not the townships tyrannously while their folk were doing right.	اور تمہارا پروردگار ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو جبکہ وہاں کے باشندے نیکوکار ہوں ازراہ ظلم تباہ کر دے ﴿١١٧﴾	وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿١١٧﴾
118. And if thy Lord had willed, He verily would have made mankind one nation, yet they cease not differing,	اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی جماعت کر دیتا لیکن وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے ﴿١١٨﴾	وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۙ ﴿١١٨﴾
119. Save him on whom thy Lord hath mercy; and for that He did create them. And the Word of thy Lord hath been fulfilled : Verily I shall fill hell with the jinn and mankind together.	مگر جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے اور اسی لیے اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور تمہارے پروردگار کا قول پورا ہو گیا کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا ﴿١١٩﴾	اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١١٩﴾

120. And all that We relate unto thee of the story of the messengers is in order that thereby We may make firm thy heart. And herein hath come unto thee the Truth and an exhortation and a reminder for believers.

121. And say unto those who believe not: Act according to your power. Lo! we (too) are acting.

122. And wait! Lo! we (too) are waiting.

123. And Allah's is the Invisible of the heavens and the earth and unto Him the whole matter will be returned. So worship Him and put thy trust in Him. Lo! thy Lord is not unaware of what ye (mortals) do.

(اے محمد) اور پیغمبروں کے وہ سب حالات جو ہم تم سے بیان
کرتے ہیں ان سے ہم تمہارے دل کو قائم رکھتے ہیں اور ان (قصص)
میں تمہارے پاس حق پہنچ گیا اور یہ مومنوں کیلئے نصیحت اور عبرت ہے (۱۲۰)
اور جو لوگ ایمان نہیں لائے ان سے کہہ دو کہ تم اپنی جگہ عمل کیے
جاؤ ہم (اپنی جگہ) عمل کیے جاتے ہیں (۱۲۱)
اور (نتیجہ اعمال کا) تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں (۱۲۲)
اور آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم خدا ہی کو ہے
اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ تو اسی کی عبادت
کرو اور اسی پر بھروسا رکھو۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمہارا
پروردگار اس سے بے خبر نہیں (۱۲۳)

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ
مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ
الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۱۲۰)
وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى
مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ (۱۲۱)
وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ (۱۲۲)
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ
يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ
تَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۱۲۳) ع

اسرار و معارف

موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا فرمائی جو اللہ کا ذاتی کلام تھا اور کلام میں متکلم کی برکات کا بھرپور عکس ہوتا ہے۔ چاہیئے یہ تھا کہ لوگ اس پہ جان نچھاور کردیتے اور دلوں کو اس سے روشن اور سینوں کو آباد کرلیتے مگر لوگوں نے اپنے مزاج کے مطابق اس میں اختلاف کیا کسی نے اسے قبول تو کسی نے انکار کردیا کہ ربِّ جلیل نے انسان کو شعور عطا فرما کر فیصلے کا اختیار اسے بخش دیا ہے لہٰذا یہ اس کی پسند ہے اگرچہ یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ اللہ کا پیغام آئے اور عاجز انسان جو اس کی مخلوق ہے اسی کا کھاتا ہے، اسی کے پیغام کو ٹھکرا دے لیکن اللہ نے فیصلے کی گھڑی مقرر کردی ہے کہ یومِ حشر سب کا حساب چکایا جائے گا ورنہ اِس جُرم پر تو فوراً گرفت میں آجاتے اور فیصلہ کردیا جاتا۔ یہ ایسے بدنصیب ہیں کہ انھیں قیامت کے واقع ہونے میں ہی شُبہ ہے اور یہی شُبہ تمام گمراہیوں کی اصل ہے۔ مگر یہ وقت تو آنے والا ہے اور جب آئے گا تو تیرا پروردگار ان سب کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا جنھوں نے پہلے کفر کیا ان کو بھی اور جو آپؐ کو، آپؐ کی تعلیمات کو اور قرآن کو جُھٹلا رہے ہیں ان کو بھی، کہ وہ ان سب کے کردار سے بخوبی واقف ہے۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ .....

آپ بالکل سیدھے چلتے رہیئے جیسا آپ کو اللہ کا حکم ہے اور وہ لوگ بھی جنہیں آپ ﷺ کے ساتھ توبہ نصیب ہوئی کہ آپ سب بھی جو عمل کرتے ہیں، اللہ جل شانہ کریم ذاتی طور پر سب دیکھ رہے ہیں۔ یہی وہ آیہ کریمہ ہے جس کے بارے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ سورۂ ہُود نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق یہی حکمِ استقامت تھا جس کے باعث آپ ﷺ نے یہ فرمایا۔

استقامت

استقامت کا مفہوم سیدھا کھڑا ہونے کا ہے کہ کسی طرف بھی معمولی سا جھکاؤ بھی نہ ہو۔ نہ صرف عمل کے اعتبار سے بلکہ حقیقی استقامت میلانِ قلبی کے اعتبار سے ہے اور اس سے مراد ہے کہ اللہ اور اس کے معیّن کردہ راستے پر اس خلوص اور محبّت دل کی گہرائی اور پیار کی شدت سے چلے کہ اس کے خلاف چلنا گوارا ہی نہ رہے۔ اس کے خلاف کی طلب مِٹ جائے۔ اِسی کو فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ بھی حسبِ مراتب کہا جاتا ہے اور ان مراقبات کا حاصل بھی عملی زندگی کی یہ کیفیت ہے۔

عالم میں تمام خرابی کی جڑ بھی استقامت سے ہٹنے سے ہی شروع ہوتی ہے خواہ افراط سے ہو یعنی اللہ کے فرمائے ہوئے امور میں کچھ بڑھایا جائے یا تفریط سے کہ ان میں کچھ کمی کی جائے۔ یہ کمی بیشی اللہ کی توحید، اس کی ذات یا اس کی صفات میں کی جائے یا اس کی مقرر کردہ حدود اور احکام میں کرنے والے گستاخانہ اعتبار سے کریں یا بڑے پیار اور نیک نیّت سے کریں۔ دونوں طرح گمراہ قرار پائیں گے۔

اسی طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مدارجِ اُن کی عظمت ومحبّت کی حدُود اللہ کی طرف سے ارشاد فرما دی گئیں اب کوئی ان میں کمی کرے یا اضافہ کر کے اللہ کی صفات میں انھیں شریک ٹھہرانے لگے، گمراہ ہو جائے گا۔

اسی لِئے نبی اکرم ﷺ نے بدعات سے بچنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی کہ انسان سمجھتا ہے، یہ دین ہے اور اس پر عمل کر کے اللہ کو راضی کر رہا ہوں مگر نتیجہ برعکس ہوتا ہے لہٰذا عقیدہ وعمل دونوں میں پوری تحقیق کرے کہ اگر رسُول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا یا کیا ہے تو درست ورنہ کبھی اس کے قریب نہ پھٹکے۔

یہ استقامت عقائد سے لے کر معاملات، اخلاقیات، معاشیات اور سیاسیات تک ہر جگہ ضروری ہے جہاں بھی کوئی اس سے اِدھر اُدھر ہو گا، نتائج خراب ہونا شروع ہو جائیں گے۔ مختلف مفسرین کرام نے

یہاں متعدد واقعات بھی نقل فرمائے ہیں مگر ہمارا مقصد مفہوم عرض کرنا ہے لہٰذا یہاں درج نہیں کیئے جا رہے۔

اور فرمایا ولا تطغوا یعنی استقامت کیا ہے ؟ اللہ کی مقرر کردہ حدود سے نہ بڑھنا تمام امور میں، اور ساتھ حکم دیا کہ اے لوگو ! ان کی طرف مت جھکو جو ظالم ہیں یعنی ان حدود کو توڑ رہے ہیں اگر ایسا کرو گے تو تم بھی ان کے ساتھ دوزخ میں جھونک دیئے جاؤ گے اور اللہ کو چھوڑ کر ظالموں سے دوستی تمہیں ہر طرح کی مدد سے بھی محروم کر دے گی کہ جسے اللہ چھوڑ دے اُس کا کوئی بھی نہیں ہوتا۔

ظالموں کی طرف جُھکاؤ سے کیا مراد ہے؟

ایسے لوگ جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں یا رسُول اللہ ﷺ کے ساتھ ایمان نہیں رکھتے ان کی طرف ادنیٰ سا میلان یا ان سے محبت یا ان سے مرعوب ہو کر ان کے پیچھے چلنا یا ان پر اعتماد، یہ سب انسان کی تباہی کا باعث ہے بلکہ قاضی بیضاوی کا ارشاد تو یہ ہے کہ کفار جیسی شکل بنانا مثلاً مونچھ ڈاڑھی کٹا کر اُن جیسا بننا اور اُن جیسا لباس پہننا، فیشن اور رہن سہن کے اطوار اپنانا یہ سب پوری شدت سے منع ہیں۔ اسی طرح ظالم حکمرانوں کے در پہ جُبہ سائی دنیا کے فائدے کے لیئے آخرت سے محرومی کا سبب ہے خصوصاً علماء کے لیئے تو تفسیر مظہری میں ہے کہ اُس عالم سے بڑھ کر کوئی مبغوض نہیں جو دُنیا کی خاطر کسی ظالم سے ملاقات کو جائے۔ اہلِ کفر ہی نہیں، اہلِ بدعت سے بھی دِلی میلان کو اس آیت میں پوری طرح ممنوع فرما دیا ہے اور سارے کا سارا دین یہی ہے کہ حدودِ الٰہی کے اندر رہے اور توڑنے والوں سے کوئی دِلی تعلّق نہ رکھے۔

نیک عمل بُرائی کا اثر زائل کر دیتا ہے

بلکہ آپ دن کے ہر ہر پہلو پہ اللہ کو سجدے کریں، نمازیں ادا کریں اور اپنا تعلق اس ذاتِ کریم سے بڑھاتے چلے جائیں۔ بھلا کسی دوسرے کی ضرورت کیا ہے جو اس کی راہ سے دور ہو۔ اور قانون یہ ہے، نیکی نہ صرف اللہ کا قرب عطا کرتی ہے بلکہ برائیوں کو بھی مٹا دیتی ہے۔ یہی نیک عمل کی خصوصیت ہے کہ بُرائی کے زنگ اور سیاہی کو، جو قلب پہ آجائے دُور کر کے دل میں محبتِ الٰہی کے چراغ روشن کرتا ہے اور یہ اُن لوگوں کے لیئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہیں بہت بڑی بات ہے اور نیکی کے ساتھ صبر ضروری ہے۔ یہ غلط فہمی نہ رہے کہ نیک عمل کرنے سے دنیا کی کوئی پریشانی نہ آئے گی۔ اگر ایسا ہوتا تو بھلا کون نیکی کو ترک کرتا۔ نظامِ دنیا میں

تو نیک بھی انہی حالات سے گزرتے ہیں جن سے دوسری مخلوق، تنگی و فراخی، صحت و بیماری اور دوستی و دُشمنی سب گرم و سرد سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کے دل پریشان نہیں ہوتے لہٰذا صبر ضروری ہے کہ نیکی اور احسان کا بدلہ کبھی ضائع نہیں اور آخر کار نیکی ہی کامیابی کا زینہ بنتی ہے۔

نیکی سے مراد نیک عمل کرنا اور فساد سے روکنا بھی ہے

جو قومیں ہلاکت و بربادی سے دوچار ہوئیں ان میں بھی اگر کچھ لوگ ایسے نیک اور صالح ہوتے جو ان لوگوں کو برائی اور فساد سے روکتے تو وہ بھی تباہی سے بچ سکتے تھے۔ تو ثابت ہوا کہ نیکی محض عبادت یا ذکر اذکار کا نام نہیں بلکہ ان سب کے ساتھ خود نیک عمل کرنا اور دوسروں کو نیکی کی طرف بُلانا اور ہر ممکن طریقے سے برائی سے روکنا ہے تاکہ اللہ کی مخلوق عذابِ الٰہی سے بچ کر اس کی رحمت کو پا سکے۔ لیکن نیک لوگ بہت تھوڑی تعداد میں تھے وہ بدکاروں کو مقابلہ کرکے نہ روک سکے اور دعوت انھوں نے قبول نہ کی لہٰذا اپنی عیش و عشرت میں لگے رہے اور انجام کار تباہ ہوئے جبکہ وہ نیک لوگ جو قلیل تعداد میں تھے اللہ نے انہیں بچا لیا اور محفوظ رہے کہ ربِّ جلیل نیک اور صالح لوگوں کی بستی تباہ نہیں کرتے یہ تو انسانی مظالم ہیں جو تباہی کا سبب بنتے ہیں۔

اللہ جلّ نے سب کو نیک کیوں نہ بنا دیا؟

رہی یہ بات کہ اللہ نے سب کو نیک کیوں نہ بنا دیا؟ تو اس میں شک نہیں کہ اللہ چاہتا تو ایسا بھی کر سکتا تھا اور یقیناً ایسا ہی ہوتا مگر پھر انسان کے انسان ہونے کا کیا حاصل پھر تو وہ بھی فرشتے ہی کی ایک قسم بن جاتا اور فرشتہ اگرچہ ساری عمر اطاعت کرتا ہے مگر اس کے لئے ترقی نہیں کہ اسے فطرتاً وہی کچھ کرنا ہے مگر انسان کو فہم و شعور بخشا پھر ایک طرف اپنا حُسن و جمال اور قرب رکھا اور دوسری طرف عیش و عشرت کہ انسان خود فیصلہ کرے وہ کیا چاہتا ہے تو لوگوں نے اختلاف کیا کچھ نے اُس کے جمال اور قرب پر ساری لذّتیں قربان کر دیں جبکہ دوسروں نے عیش و عشرت کو چُنا اور اس کے جمال کو ٹھکرا دیا۔ صرف وہ لوگ اس کے قرب کے انتخاب پر قائم رہ سکے جن پر اس نے رحم فرمایا کہ جب کوئی اس کے قُرب کو پانے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کی رحمت بڑھ کر اسے تھام لیتی ہے اور انسانیت کی تخلیق کا تو مقصد ہی یہی تھا کہ کوئی اپنی پسند سے مجھے چاہنے والا

بھی ہو اور میرے لئے جہان کو ٹھکرانے کی جرآت رکھتا ہو۔ ورنہ تو اللہ کو پہلے علم تھا اور اس نے بتا دیا تھا کہ بہت سے جنّ اور بہت سے انسان اس عظیم مقصد میں ناکام ہو کر جہنّم کا ایندھن بنیں گے اور میں دوزخ کو بھی جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا کہ ان کی اپنی پسند کا انجام یہی ہو گا۔

یہ انبیاء اور اُمتوں کے احوال تو اے حبیبﷺ ! آپ کو اس لئے سُنائے جاتے ہیں کہ آپ کو تسلّی رہے کہ قانونِ فطرت یہی ہے اور اللہ نے انسانوں کو اختیار بخشا ہے لہٰذا جب فیصلہ انسان کی پسند کا ہو گا تو یقیناً اختلاف بھی ہو گا۔ بھلا سب لوگ ایک فیصلے پہ جمع ہو سکتے ہیں۔ اور یوں آپ کو تشفی ہو اور نافرمانوں کیلئے بھی آپ کا دل جو دُکھ محسوس کرتا ہے اس میں کمی ہو اور ساتھ میں یہ فائدہ بھی ہے کہ محض حکایات کی بجائے لوگوں کے پاس حقائق پہنچیں جو ان کے لئے نصیحت کا باعث بنیں اور ایمان والے لوگ عبرت حاصل کریں، نیز جو لوگ نہیں مان رہے انھیں کہہ دیجئے کہ تم جو چاہتے ہو کرتے رہو۔ ہم اپنا عمل اللہ کے حکم کے مطابق جاری رکھیں گے اور فیصلے کا انتظار کرو ہم بھی کر رہے ہیں انجامِ کار سب بات آجائے گی۔

کہ ارض و سما کے سارے بھید اللہ خوب جانتا ہے اور سب راز اس پہ عیاں ہیں اور سب امور بھی اسی کے دستِ قدرت میں ہیں، یعنی جانتا بھی ہے اور کر بھی سکتا ہے لہٰذا آپ صرف اسی کی عبادت کرتے رہیئے زندگی کا ہر کام عبادت ہے یا نافرمانی۔ لہٰذا تقاضائے ایمان یہ ہے کہ ہر حال میں عبادت کئے جاؤ اور یہ تب ہی ممکن ہے جب اس پہ بھروسہ ہو کہ اطاعت اور بندگی کا راز توکّل میں ہے اگر اُمید اُسی سے وابستہ ہو، بھروسہ اسی پر ہو تو عبادت بھی اُسی کی ہو گی اور آپ کا پروردگار آپ کے اعمال سے ہرگز غافل نہیں یعنی ذاتی طور پر مشاہدہ فرما رہا ہے۔